محبت کے دعویدارو! 6

عرض ناشر 7

محبت کا تقاضا 7

مقدمہ 9

سیرت محمدیہ ﷺ 10

نبوت (40 سال 1 دن) 10

مسلمانوں کا وطن چھوڑنا (5 نبوت) 11

۱۰ نبوت (۵۰ سال) 11

۱۱ نبوت (۵۱ سال) 12

۱۲ نبوت (۵۲ سال) 12

۱۳ نبوت (۵۳ سال) 12

ہجرت (۵۳ سال) 13

۱ھ یا ۱۴ نبوت (۵۴ سال) 13

۲ یا ۱۵ نبوت (۵۵ سال) 13

۳ھ یا ۱۶ نبوت (۵۶ سال) 14

۴ھ یا ۱۷ نبوت (۵۷ سال) 14

۵ھ یا۱۸ نبوت(۵۸ سال)..... 14

۶ھ یا۱۹ نبوت(۵۹ سال)..... 14

قبائل کا مسلمان ہونا..... 19

۸ھ یا۲۰ نبوت(۶۰ سال)..... 19

۹ھ یا۲۱ نبوت(۶۱ سال) 19

غزوات 19

۱۰ھ یا۲۲ نبوت(۶۲ سال)..... 20

۱۱ھ حجۃ الوداع(۶۳ سال ۵ دن) 20

خطبہ 21

کنبہ کے حالات 22

بیویاں..... 23

ام المومنین خدیجہ الکبریٰؓ 23

حضرت ام المومنین سودہؓ 23

ام المومنین عائشہؓ 23

ام المومنین حضرت حفصہؓ..... 23

ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہؓ 24

ام المومنین حضرت سلمہؓ.....24

ام المومنین حضرت زینب بنت جحشؓ 24

ام المومنین حضرت جویریہؓ 25

ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ 25

ام المومنین حضرت میمونہؓ 25

اگر طاقت کے باوجود نہ روکیں تو؟؟ 25

خلق محمدی ﷺ 26

صبر و حلم 27

ادب اور تواضع 27

جود و سخاوت 28

شرم و حیا 28

مہربانی اور محبت 28

صلہ رحم 29

عدل و اعتدال 29

صدق و امانت 29

عفت عصمت 30

زہد 30

عبادت 31

عام برتاؤ 31

عفوورحم 32

تعلیمات نبوی ﷺ 33

تہذیب نفس (اپنے آپ کی درستگی) 33

ماں باپ کی اطاعت 34

رشتہ داروں سے حسن سلوک 35

لڑکیوں کا پالنا 35

یتیموں کا پالنا 35

بادشاہ وقت کی اطاعت 35

رحم دلی 35

بھیک مانگنے کی برائی 35

باہمی برتاؤ 36

علم کی بزرگی 36

لونڈی، غلام خادم سے سلوک 37

دعاء 37

سب سے زیادہ محبوب! 39

تعارف، مصنف، مہر نبوت 39

علامہ زماں قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری 39

دنیاو آخرت کی تمام بھلائیوں کے لیے بہترین نسخہ 43

درود پاک 43

مہر نبوت

محبت کے دعویدارو!

إن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ الله (آل عمران:۳۱)

اگر تم کو اللہ کی محبت کا دعویٰ ہے تو آؤ میری پیروی کرو!

اگر تم بادشاہ ہو تو میری پیروی کرو۔۔۔ اگر تم رعایا ہو تو میری پیروی کرو۔۔۔ اگر تم سپہ سالار ہو یا سپاہی ہو تو میری پیروی کرو۔۔۔ اگر استاد اور معلم ہو تو میری پیروی کرو۔۔۔ اگر تم شاگرد ہو تو میری پیروی کرو۔۔۔ اگر دولت مند ہو تو میری پیروی کرو۔۔۔ اگر غریب ہو تو میری پیروی کرو۔۔۔ اگر تم اللہ کے عابد ہو تو میری پیروی کرو۔۔۔ اگر قوم کے خادم ہو تو میری پیروی کرد۔۔۔ اگر تم شوہر ہو تو میری پیروی کرو۔۔۔۔ اگر تم صاحب اولاد ہو تو میری پیروی کرو۔۔۔ اگر تم قاضی اور ثالث ہو تو میری پیروی کرو۔۔۔ اگر تم تاجر ہو تو میری پیروی کرو۔۔۔۔ غرض تم جو کوئی بھی ہو، کسی حال میں بھی ہو، تمہاری زندگی کے لئے بہترین نمونہ، تمہاری سیرت کی درستی واصلاح کے لئے بہترین سامان اور تمہارے ظلمت خانہ کے لئے ہدایت کا چراغ اور رہنمائی کا نور "اسوۂ حسنہ" کے خزانہ میں ہر وقت اور ہر لمحہ مل سکتا ہے۔

(خطبات مدراس.... علامہ سید سلیمان ندویؒ)

عرض ناشر

محبت کا تقاضا

رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس سے محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ آپ کا ذکر خیر ایک مومن کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہے۔ سرور کائنات ﷺ کی محبت کے بغیر دین و ایمان نامکمل رہتے ہیں۔ فرمانِ اقدس ہے:

تم میں سے کوئی بھی صحیح مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک اپنے باپ اولاد بلکہ تمام انسانوں سے بڑھ کر مجھے محبوب نہ جائے۔ محبت کی پہلی منزل رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس اور ان کے اسوہ حسنہ کی معرفت ہے۔ سید ابو بکر غزنویؒ فرمایا کرتے تھے:

"اگر آپ کی ذات گرامی کی صحیح معرفت حاصل نہ ہو تو آپ سے محبت بھی کچی اور ناپائیدار ہو گی اور جب محبت ہی ناپائیدار ہو تو بلا شبہ اطاعت پھیکی اور بے لذت ہو گی۔ معرفت اور محبت کے بغیر اطاعت ایک چھکڑا ہے جو ریں ریں کرتا ہوا چلتا ہے۔ اطاعت میں جان محبت اور معرفت سے پڑتی ہے اور اصل مقصود اطاعت ہی ہے۔ اگر محبت سے ان کی اطاعت حاصل نہ ہوئی تو اصل مقصد فوت ہو گیا۔ اصل مقصد ان کے محاسن کو اپنانا، ان کی خوبیوں کو اختیار کرنا، ان کے نقش قدم پر چلنا، ان کی پیروی کرنا اور ان کا کہا ماننا ہے۔"

عشق رسول ﷺ کا پہلا سبق اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

"میرا رسول جو بھی حکم دے اسے اختیار کرو اور جس سے وہ روکے رک جاؤ"۔ (الحشر ۷) گویا اللہ تعالیٰ کو وہ محبت مطلوب ہے جس میں سے اطاعت رسول ﷺ جھلکتی ہو۔ اسی لئے ارشاد ہے: "تمہارے لئے رسول اللہ صلی کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔" اور ظاہر ہے نمونہ عمل کے لئے ہے نا کہ صرف محبت کیلئے۔ تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ اطاعت کے بغیر محبت بے معنی اور ادھوری ہے۔

اطاعت اگر سچی ہو تو نہ صرف حصول حب رسول ﷺ بلکہ اللہ کی محبت کے حصول کا بھی ذریعہ ہے۔ پس محبت کیلئے اطاعت اور اطاعت کیلئے محبوب کی اداؤں اور اس کی زندگی کے ہر پہلو کا علم ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اگر سیرت سے ہی لاعلمی رہی تو اسوۂ حسنہ پر عمل کیسے ہو گا۔ علم کے حصول کیلئے لازم ہے کہ کتب سیرت کا نہایت وسیع اور وافر مطالعہ کیا جائے اور سیرت کی کتابیں گھروں میں رکھی جائیں، دوست احباب میں تقسیم کی جائیں تا کہ علم محبت پہ اور محبت اطاعت پہ ابھار سکے۔ اور ہمیں اپنی زندگی اسوۂ رسول ﷺ کے مطابق ڈھالنے میں مدد ملے اور اسوہ رسول اور سنتِ رسول کے چراغ سے ہر گھر روشن ہو، معاشرہ اسلامی بنے اور خاموش اسلامی انقلاب کی راہ ہموار ہو۔

الحمد للہ طارق اکیڈمی سیرت طیبہ کے گل ہائے رنگارنگ سے اپنے قارئین کے قلب وروح کو معطر کرنے کیلئے اس موضوع مقدس پر چھ اعلیٰ کتب شائع کرنے کی سعادت حاصل کر چکی ہے۔ اب ساتویں کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ حب رسول کی اس متاع گراں بہا کو ہماری دنیا میں برکت اور آخرت میں سعادت کا باعث بنائے اور اسی محبت کے طفیل ہمارے والدین اور اکیڈمی کے جملہ متعلقین کو پروانہ نجات عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

03-09-21 محمد سرور طارق (ڈائریکٹر) طارق اکیڈمی، فیصل آباد

مقدمہ

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ.

امابعد یہ مختصر رسالہ "جواب چوتھی مرتبہ (اس کتاب کا متن طبع چہارم سے ماخوذ ہے) شائع کیا جاتا ہے، سیدنا نبی ﷺ کے محاسن وفضائل اس قدر دکھلا سکتا ہے۔ جس قدر آفتاب کی روشنی کو ذرہ، لیکن میں نے دیکھا کہ لوگ مستند فاضلوں کی بڑی بڑی کتابوں کو نہیں پڑھتے اور ناواقفیت کی وجہ سے تاریکی میں پڑے رہتے ہیں۔ امید ہے کہ اس مختصر رسالہ کو پڑھ کر مسلمانوں کے دل میں آنحضرت ﷺ کی محبت اور ذوق اطاعت ترقی پذیر ہو گا، اور ناواقفوں کی بے خبری کے حجاب کسی قدر اٹھ جائیں گے۔ رسالہ کا ہر فقرہ صحیح روایت سے لیا گیا ہے اور بڑے مطالب کو چھوٹے چھوٹے فقروں میں ادا کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس ناچیز کے عمل کو قبول فرمائے اور اس کا ثواب میرے والد بزرگوار قاضی مولوی احمد شاہ صاحب مرحوم ومغفور کے نامہ اعمال میں ثبت فرمائے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

محمد سلیمان کان اللہ لہ

سیرت محمدیہ ﷺ

ہمارے نبی محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہیں۔ عدنان سے اکیسویں پشت میں ہوئے۔ عدنان چالیسویں پشت میں حضرت اسماعیل کا نامور فرزند تھا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم خلیل الرحمنؑ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آنحضرت ﷺ مکہ میں دوشنبہ کے دن ۹ ربیع الاول (سنہ عام الفیل)[1] کو پیدا ہوئے۔ ابھی ماں کے پیٹ میں تھے۔ کہ باپ کا انتقال ہوا۔ جب چھ سال کی عمر ہوئی تب ماں کا انتقال ہوا۔ آنحضرت ﷺ کی والدہ مکرمہ کا نام آمنہ ہے ان کا نسب تین پشت اوپر جا کر حضور ﷺ کے ددھیال سے جا ملتا ہے۔

جب آنحضرت ﷺ ۸ سال دو مہینے اور ۱۰ دن کے ہوئے تو دادا[2] فوت ہو گئے، ابو طالب جو آنحضرت ﷺ کے والد (عبد اللہ) کا حقیقی بھائی ایک ماں سے تھا، کفیل متعین ہوا۔ تیرھویں سال میں شام کے سفر کو چچا کے ساتھ گئے تھے، مگر راستے ہی سے واپس آ گئے۔ جوان ہو کر کچھ دنوں تجارت کرتے رہے۔

۲۵ سال کی عمر پوری ہونے پر حضرت خدیجہؓ کے ساتھ شادی کی۔ پھر حضور ﷺ اپنے اوقات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت یا لوگوں کی بھلائی میں پورا کرتے رہے۔ ۳۵ سال کی عمر تھی جب قریش میں کعبہ کی عمارت پر جھگڑا ہوا[3] سب نے آنحضرت ﷺ کو صادق اور امین جان کر منصف بنایا۔

نبوت (40 سال 1 دن)

چالیس سال ایک دن کی عمر ہوئی تو اللہ تعالیٰ کی وحی آئی کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ خدیجہؓ (بیوی) علی مرتضیٰؓ (بھائی عمر ۱۰ سال) ابو بکر صدیقؓ (دوست) زید بن حارثہؓ (آنحضرت ﷺ کے غلام) فوراً مسلمان ہوئے۔

---

[1] یہ واقعہ نبی ﷺ کی پیدائش سے صرف پچاس یا پچپن دن پہلے ماہ محرم میں پیش آیا تھا۔ لہذا یہ ۵۷۱ء کی فروری کے آخر یا مارچ کے شروع کا واقعہ ہے۔ ابرہہ اپنے ساتھ ساٹھ ہزار کا لشکر جرار لے کر کعبہ کو ڈھانے کے لئے نکلا۔ اس لشکر میں کل ۹ یا ۱۳ ہاتھی تھے۔ اس وجہ سے اس کا نام عام الفیل (یعنی ہاتھیوں والا سال) پڑ گیا۔ (اکیڈمی)

[2] عبد المطلب۔

[3] آپ کی عمر کا پینتیسواں سال تھا جب قریش نے نئے سرے سے کعبہ کی تعمیر شروع کی۔ وجہ یہ تھی کہ کعبہ صرف قد سے کچھ اونچی چار دیواری کی شکل میں تھا۔ حضرت اسماعیلؑ کے زمانے سے ہی اس کی بلندی 9 ہاتھ تھی اور اس پر چھت نہ تھی۔ جس کی بنا پر کچھ چوروں نے اس کے اندر رکھا ہوا خزانہ چرا لیا۔ اس کے علاوہ عمارت بھی بوسیدہ ہو چکی تھی۔ دیواریں پھٹ گئی تھیں۔ چنانچہ قریش نے اسے از سر نو تعمیر کیا۔ (اکیڈمی)

پھر حضرت صدیقؓ کی ہدایت سے عثمان غنیؓ، عبد الرحمن بن عوفؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، طلحہؓ، زبیرؓ مسلمان ہوئے۔ ابو عبیدہؓ، ابو سلمہؓ، ارقمؓ، عثمان بن مظعونؓ، اور عبد اللہ بن مسعودؓ، عبیدہ بن الحارثؓ، سعید بن زیدؓ، یاسرؓ، عمارؓ، بلالؓ ان کے بعد مسلمان ہوئے۔ عورتوں میں حضرت خدیجہؓ اور نبی کی بیٹیوں کے بعد ام الفضل (حضرت عباسؓ کی بیوی) مسلمان ہوئیں۔ پھر اسماءؓ (ابو بکر صدیقؓ کی بیٹی) پھر فاطمہؓ (عمر فاروقؓ کی بہن)۔ تین برس تک آنحضرت ﷺ چپکے چپکے لوگوں کو اسلام سکھلاتے رہے۔ پھر کھلم کھلا سکھلانے لگے۔ جہاں کوئی کھڑا بیٹھا مل جاتا یا مجمع نظر آتا وہیں جا کر ہدایت فرماتے تھے۔

مکہ والے اب مسلمانوں کو ستانے لگے۔ ان کو رنج یہ تھا کہ جو کوئی مسلمان ہو جاتا ہے۔ وہ بت پوجنا چھوڑ دیتا ہے۔ مسلمان دو برس تک بڑی بڑی تکلیفیں سہتے رہے۔ پھر انہوں نے تنگ آ کر مکہ سے چلے جانے کا ارادہ کر لیا۔

مسلمانوں کا وطن چھوڑنا (5 نبوت)

رجب ۵ نبوت میں سب سے پہلے عثمان غنیؓ، گھر بار چھوڑ کے اپنی زوجہ رقیہؓ کو (جو نبی ﷺ کی دوسری بیٹی ہیں) ساتھ لے کے حبش کو روانہ ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حضرت لوطؑ پیغمبر کے بعد عثمانؓ وہ پہلا شخص ہے، جس نے اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑا ہے۔ انہیں سمندر تک ۵ عورتیں اور ۱۳ مرد مزید جا ملے۔ ان کے پیچھے بہت مسلمان حبش گئے۔ ان میں حضرت جعفر طیارؓ بھی جو حضرت علی مرتضیٰؓ کے سگے بھائی ہیں۔

۶ نبوت کو حمزہؓ (آنحضرت ﷺ کے چچا) اور ان سے تین دن پیچھے حضرت عمر فاروقؓ، مسلمان ہوئے۔ مسلمان اس وقت تک چھپ چھپ کر نمازیں پڑھا کرتے تھے اب کعبہ میں جا کر پڑھنے لگے۔

۷ نبوت کو قریش نے آپس میں ایک عہد نامہ لکھا کہ کوئی شخص مسلمانوں کے ساتھ لین دین اور رشتہ ناطہ نہ کرے۔ ہاشمی قبیلہ کے ساتھ بھی لین دین اور رشتہ ناطہ بند۔ کیونکہ وہ آنحضرت ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑتا۔ اس ظلم کی وجہ سے آنحضرت ﷺ اور ہاشمی قبیلے کے سب لوگ ایک پہاڑی کی کھوہ (شعب ابی طالب) میں بند رہے۔ کھانے پینے کی چیزیں بھی دشمن اندر نہ جانے دیتے۔ پہاڑی کے اندر بچے جب بھوک کے مارے روتے، تو ان کے رونے کی آواز شہر تک سنائی دیتی۔ کوئی شخص ترس کھاتا تو تھوڑا بہت اناج چھپ چھپا کر رات کو پہنچا دیتا۔ ان سب سختیوں پر بھی آنحضرت ﷺ اللہ کے پاک نام اور سچے دین کو برابر پھیلاتے رہے۔

۱۰ نبوت (۵۰ سال)

آنحضرت ﷺ طائف پہاڑ پر اسلام کا وعظ فرمانے گئے جب آنحضرت ﷺ وعظ کے لئے کھڑے ہوتے تو لوگ پتھر مارا کرتے۔ حضور ﷺ لہو میں تر بہ تر ہو جاتے۔ لہو بہہ بہہ کر جوتوں میں جم جاتا، پاؤں سے جوتے اتارنا مشکل ہو جاتا۔

ایک دن آنحضرت ﷺ کے اتنی چوٹیں لگیں کہ بے ہوش ہو کر گر گئے۔ زید بن حارثہؓ جو ساتھ تھے، حضور ﷺ کو اٹھا کر بستی سے باہر لے گئے۔ منہ پر پانی چھڑکنے سے ہوش آیا۔ پھر آنحضرت ﷺ وہاں سے چلے آئے اور یہ بھی فرمایا کہ اگر یہ لوگ مسلمان نہیں ہوتے تو ان کی اولاد تو ضرور اللہ پاک کو ایک ماننے والی ہو جائے گی۔ (آٹھ برس کے بعد سارا طائف مسلمان ہو گیا تھا۔)

۱۱ نبوت (۵۱ سال)

آنحضرت ﷺ راستوں، گزر گاہوں پر جایا کرتے، آتے جاتے افراد کو وعظ سناتے۔ ایک دن آنحضرت ﷺ شہر آرہے تھے۔ رات پڑ چکی تھی۔ آنحضرت ﷺ کو ایک طرف سے کچھ آدمیوں کی بات چیت کی آواز سنائی دی۔ ادھر گئے وہاں مدینہ کے ۶ آدمی ٹھہرے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے وعظ فرمایا۔ اسلام سمجھایا وہ مسلمان ہو گئے۔

۱۲ نبوت (۵۲ سال)

1۔ ۲۷ رجب کو ۵۱ سال ۵ مہینہ کی عمر میں آنحضرت ﷺ کو معراج ہوا۔ مسلمانوں پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ اس سے پہلے دو نمازیں فجر اور عصر پڑھی جاتی تھیں۔

2۔ موسم حج میں ۱۸ شخص مدینہ سے مکہ آئے۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے ساتھ حضرت مصعب بن عمیرؓ کو مدینہ بھیج دیا کہ لوگوں کو اسلام سکھائیں۔ اس پاک زمین میں اسلام کو خواب ترقی ہوئی۔ حضرت مصعبؓ کے وعظ سے بنو نجار اور بنو اشہل کے قبیلے اور دوسرے قبیلوں کے بہت سے لوگ ایک ہی سال کے اندر مسلمان ہو گئے۔

۱۳ نبوت (۵۳ سال)

1۔ ۲ عورتیں ۷۳ مرد مدینہ سے آئے اور انہوں نے اسلام کی بیعت کی اور آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ مدینہ چلیں۔ آنحضرت ﷺ نے منظور فرمایا کہ مدینہ رہا کریں گے۔ انہوں نے اقرار کیا کہ اسلام پر پکے رہ کر حضور ﷺ کی اطاعت اور نصرت کیا کریں گے۔

2۔ جب مکہ کے دشمنوں نے سنا کہ اسلام مکہ سے باہر پھیل رہا ہے تو انہوں نے ارادہ کر لیا کہ آنحضرت ﷺ کو قتل کر دیں۔ ایک رات انہوں نے آنحضرت ﷺ کے گھر کو گھیر لیا۔ آنحضرت ﷺ ان کے گھیرے میں سے صاف نکل گئے۔

ہجرت (۵۳ سال)

نبی ﷺ گھر سے نکل کر تین دن رات تک غار ثور کے اندر رہے۔ ابو بکر صدیقؓ بھی ساتھ تھے۔ دوشنبہ یکم ربیع الاول اھ کو غار سے نکلے۔ دو اونٹ سفر کے لئے موجود تھے۔ ایک پر نبی ﷺ اور صدیق اکبرؓ سوار ہوئے، دوسرے اونٹ پر عامر بن فہیرہؓ (صدیقؓ کے غلام) اور ایک راستہ کا واقف شخص تھا اور مدینہ کو روانہ ہوئے۔

جب دشمنوں نے آنحضرت ﷺ کے جانے کا سنا تو انہوں نے بڑے بڑے انعام مقرر کئے ہیں اس شخص کے واسطے جو آنحضرت ﷺ کو پکڑ کر لائے یا سر کاٹ لائے۔

انعام کے لالچ میں بہت سے لوگ پیچھے لگے، مگر دو شخص حضور تک پہنچے۔ سراقہ بن مالک یہ تو اپنے قصور کی معافی لے کر واپس آ گیا۔ بریدہ اسلمی اس کے ساتھ ۷۰ سوار بھی تھے۔ یہ چہرہ مبارک کو دیکھتے اور کلام پاک سنتے ہی مسلمان ہو گئے اور حضور ﷺ کے ساتھ آگے کو چلے گئے۔

اھ یا ۱۴ نبوت (۵۴ سال)

1۔ آنحضرت ﷺ نے مدینہ پہنچتے ہی اللہ کی عبادت کے واسطے مسجد بنائی۔ دیواریں کچی اینٹوں کی اور چھت پر کھجور کے پتے ڈالے گئے۔

2۔ ظہر، عصر، عشاء کی نمازیں اب تک دو دو رکعت تھیں۔ یہاں چار چار رکعتیں مقرر ہوئیں۔

3۔ مدینہ کے یہودیوں اور آس پاس کے رہنے والے قبیلوں سے امن اور دوستی کے عہد نامے طے ہوئے۔

4۔ جو مسلمان مکہ سے آئے تھے (مہاجرین) ان کا مدینہ کے رہنے والے مسلمانوں (انصار) سے بھائی چارہ (مواخات) قائم کیا گیا۔ یہ دینی بھائی سگے بھائیوں سے زیادہ پیار کرتے تھے۔ اپنی جائیدادیں برابر بانٹ لیتے تھے۔

۲ یا ۱۵ نبوت (۵۵ سال)

1۔ نماز کے لئے اذان دینے لگے۔

2۔ اللہ کے حکم سے کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے۔ اب تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھا کرتے تھے۔

3۔ ماور مضان کے روزے فرض ہوئے۔

۳ھ یا ۱۶ نبوت (۵۶ سال)

زکوۃ فرض ہوئی جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مالدار مسلمان سال کے بعد اپنی کمائی میں سے چالیسواں حصہ غریبوں کو ضرور خیرات دیا کرے۔

۴ھ یا ۱۷ نبوت (۵۷ سال)

مسلمانوں پر شراب کا پینا حرام ہوا۔

۵ھ یا ۱۸ نبوت (۵۸ سال)

عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم ہوا۔

۶ھ یا ۱۹ نبوت (۵۹ سال)

آنحضرت ﷺ کعبہ کی زیارت کے لئے مکہ آئے جب مکہ سے ۷ کوس پر تھے تو قریش نے آنحضرت ﷺ کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ آنحضرت ﷺ ٹھہر گئے۔ مگر یہاں ٹھہرنے کا فائدہ یہ ہوا کہ قریش کے ساتھ عہد (ان باتوں پر) ہو گیا۔

1۔ دس برس تک صلح (معاہدہ امن) رہے گی۔ آپس میں آنا جانا، لین دین جاری رہے گا۔ جو قبیلہ چاہے مسلمانوں سے مل جائے جو چاہے قریش سے ملا رہے۔

2۔ مسلمان اگلے سال آکر کعبہ میں نماز پڑھ سکیں گے۔

3۔ اگر قریش کا کوئی شخص مسلمان ہو کر نبی ﷺ کے پاس جا پہنچے تو اسے قریش کے پاس واپس بھیج دیا جائے گا اور اگر کوئی مسلمان اسلام چھوڑ کر قریش سے جائے تو وہ واپس نہیں دیا جائے گا۔ پچھلی بات سن کر مسلمان گھبرا اٹھے لیکن آنحضرت ﷺ نے ہنس کر اسے بھی منظور فرمالیا۔

قریش کا خیال تھا کہ اس شرط سے ڈر کر آئندہ کوئی شخص مسلمان نہ ہو گا لیکن ابھی عہد نامہ لکھا جا رہا تھا کہ سہیل (جو مکہ والوں کی طرف سے عہد کرنے آیا تھا) کا بیٹا ابو جندلؓ وہاں پہنچ گیا۔ یہ مسلمان ہو گیا تھا۔ قوم نے قید کر رکھا تھا۔ اب موقع پر بھاگ آیا تھا۔ لوہے کی زنجیر ابھی اس کے پاؤں میں تھی۔ سہیل نے کہا کہ معاہدہ کے موافق اسے واپس کر دو۔ مسلمانوں نے کہا کہ ابھی عہد نامے پر دستخط نہیں ہوئے اس کی شرطوں پر عمل نہیں ہو سکتا۔ سہیل نے بگڑ کر کہا تب ہم صلح ہی نہیں کرتے۔

نبی ﷺ نے ابو جندل نے کو ان کے حوالے کر دیا۔ انہوں نے اس کو پھر قید میں ڈال دیا۔ اس نے جیل ہی میں اسلام سکھانا شروع کر دیا اور اس طرح ۳۰۰ آدمی ایک سال کے اندر مکہ ہی میں مسلمان ہو گئے۔ ہر شخص جسے تھوڑی بہت سمجھ ہے اس بات سے جان سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی سچائی اور اسلام کی خوبی کس طرح دلوں کو اپنا بنا رہی تھی، کہ عزیزوں پیاروں کی جدائی، وطن کی دوری، تکلیفوں کا ڈر، قید کا دکھ بھی لوگوں کو مسلمان ہونے سے نہیں روک سکا۔

۶ھ میں نبی صلی ﷺ نے اپنے وقت کے مشہور مشہور بادشاہوں کے پاس سفیر بھیجے۔۔ ان کو اسلام لانے کی ہدایت فرمائی۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

1۔ حبش کا بادشاہ اصحمہ نجاشی تھا وہ حضور ﷺ کے خط پر مسلمان ہو گیا۔

2۔ بحرین کا بادشاہ منذر تھا مسلمان ہوا۔ اس کی بہت سی رعایا بھی مسلمان ہو گئی۔

3۔ عمان کا بادشاہ جیفر تھا وہ اور اس کا بھائی مسلمان ہوئے۔

4۔ خسرو ایران کا بادشاہ تھا۔ اس نے حضور ﷺ کا مراسلہ چاک کر دیا اور یمن کے حاکم کو لکھا کہ آنحضرت ﷺ کو قید کر کے بھیج دے۔ حاکم کا نام باذان تھا۔ اس نے نبی ﷺ کے ٹھیک ٹھیک حال معلوم کئے اور مسلمان ہو گیا۔ ملک بھی مسلمان ہو گیا۔

5۔ اسکندریہ کا بادشاہ مقوقس تھا، مسلمان نہ ہوا۔ آنحضرت ﷺ کے لئے قیمتی قیمتی تحفے بھیجے۔

6۔ ملک شام کا حاکم حارث تھا، مسلمان نہ ہوا۔

7۔ ملک یمامہ کا حاکم ہوذہ تھا، اسلام نہ لایا۔

8۔ روم کا قیصر ہرقل تھا۔ اس نے پہلے تو آنحضرت نے کے حالات معلوم کئے۔ پھر اپنے دربار سے کہا کہ مسلمان ہو جانا چاہئے۔ پھر جب اس نے دیکھا کہ سردار لوگ نہیں مانے اور سارا دربار بگڑ جانے کو تیار ہے تو ڈر گیا کہ میرا تخت بھی نہ جاتا رہے اس لئے مسلمان نہ ہوا۔ قیصر نے آنحضرت ﷺ کے اس طرح حالات دریافت کئے تھے کہ حکم دیا کہ جو کوئی شخص مکہ سے آیا ہو یا شام میں ملے اسے دربار میں حاضر کیا جائے۔ تلاش کرنے والوں کو ابو سفیان اموی ملا۔ اس کے ساتھ کچھ اور آدمی بھی تھے۔ یہ آنحضرت ﷺ سے کئی لڑائیاں بھی لڑ چکا تھا اور ان دنوں میں بھی وہ حضور ﷺ کا سخت دشمن تھا۔

ابو سفیان کا بیان ہے کہ اسے شہر ایلیا میں لے گئے دربار سرداروں سے بھرا ہوا تھا اور ہرقل تاج پہنے بیٹھا تھا۔ ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ پوچھو کہ تم میں سے کون شخص قریبی ہے اس شخص کا جو اپنے آپ کو نبی سمجھتا ہے۔

ابو سفیان: میں قریبی ہوں۔

قیصر کیا قرابت ہے؟

ابو سفیان: وہ میرا چچیرا بھائی ہے۔ یہ اس لئے کہا کہ قافلہ میں میرے سوا اور کوئی عبد مناف کی نسل سے نہ تھا۔

قیصر: اسے آگے بلاؤ اور اس کے ساتھیوں کو اس کے کندھے کے برابر کھڑا کر دو۔ میں اس سے کچھ باتیں پوچھوں گا۔ ساتھیوں کو سمجھا دو کہ اگر یہ جھوٹ بولے تو بتلا دیں۔

ابو سفیان کہتا ہے کہ مجھے شرم آئی کہ میرے ساتھی مجھے جھٹلائیں گے، نہیں تو میں بہت باتیں بناتا۔

قیصر: اس کا نسب کیسا ہے؟

ابو سفیان: وہ عالی نسب ہے۔

قیصر: کسی اور نے بھی پہلے ایسا دعوی کیا ہے؟

ابو سفیان: نہیں۔

قیصر: اس شخص پر کبھی جھوٹ بولنے کی تہمت بھی لگائی گئی ہے؟

ابو سفیان نہیں۔

قیصر: اس کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ بھی ہوا ہے؟

ابو سفیان: نہیں۔

قیصر: سردار لوگ اس کا مذہب مان رہے ہیں یا غریب لوگ؟

ابو سفیان: غریب لوگ۔

قیصر: وہ بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں؟

ابوسفیان: بڑھ رہے ہیں۔

قیصر: کوئی شخص بیزار ہو کر اس کے دین کو چھوڑ بھی دیتا ہے؟

ابوسفیان: نہیں۔

قیصر: وہ عہد شکنی بھی کرتا ہے۔؟

ابوسفیان: نہیں۔ ہاں اب ہمارا عہد ہوا ہے اور ڈر ہے کہ وہ توڑ دے گا۔ (ابوسفیان کہتا ہے کہ میں اتنی بات سے زیادہ کوئی ایسی بات نہ کہہ سکا جس سے آنحضرت ﷺ کی شان میں کمی ہوئی اور میرے ساتھی مجھے نہ جھٹلاتے۔)

قیصر: کبھی تمہاری اس کی جنگ ہوئی؟

ابوسفیان: ہاں۔

قیصر: پھر کیا نتیجہ رہا؟

ابوسفیان: کبھی وہ جیتا اور کبھی ہم۔

قیصر: اس کی تعلیم کیا ہے؟

ابوسفیان: وہ کہتا ہے اکیلے اللہ کی عبادت کرو۔ کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ باپ دادا کے ٹھاکروں، بتوں کی پوجا نہ کرو۔ نماز پڑھو۔ صدقہ دو۔ پرہیز گار رہو، عہد پورا کرو، اور امانتیں ادا کرو۔

قیصر نے ترجمان سے کہا۔ اسے بتلا دو:

تو کہتا ہے کہ وہ عالی نسب ہے، بے شک نبی ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔ تو کہتا ہے کہ اس سے پہلے کسی نے ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھ لیتا کہ وہ اسی کی ریس (نقل) کرتا ہے۔ تو کہتا ہے کہ دعوی سے پہلے کوئی بھی اسے جھوٹا ہونے کی تہمت نہ دیتا تھا۔ تو اب یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جس شخص نے کبھی انسان پر جھوٹ نہیں باندھا وہ اللہ پر جھوٹ باندھنے لگے۔ تو کہتا ہے کہ اس کے باپ دادا میں سے کوئی بادشاہ نہ تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھتا کہ اس بہانے سے باپ دادا کا ملک چاہتا ہے۔

تو کہتا ہے کہ اس کے مذہب میں غریب مسکین داخل ہو رہے ہیں۔ بے شک یہی لوگ پہلے پہل نبیوں کو ماننے والے ہوتے ہیں۔ تو کہتا ہے کہ مسلمان بڑھ رہے ہیں۔ بے شک ایمان کی یہی تاثیر ہے کہ وہ بڑھتا رہتا ہے۔ جب تک وہ پورا کمال حاصل نہ کرے۔ تو کہتا ہے کہ اس کے دین سے کوئی بیزار نہیں ہوتا۔ بے شک ایمان کی یہی حالت ہے کہ جب دل کے اندر جا پہنچتا ہے تو پھر دل سے جدا نہیں ہوتا۔ تو کہتا ہے کہ وہ کبھی عہد سے نہیں پھرتا۔ بے شک نبی ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔

تو کہتا ہے کہ ہم میں جنگیں ہوئی ہیں۔ ایک دفعہ وہ غالب رہا ایک دفعہ ہم۔ ہاں نبیوں کی بھی آزمائش ہوتی ہے مگر آخر نبی کی فتح ہوتی ہے۔ تو کہتا ہے کہ وہ ایک اللہ کی عبادت کرنے کو اور شرک نہ کرنے کو کہتا ہے وہ باپ داداؤں کے جھوٹے معبودوں سے روکتا ہے۔ نماز، سچائی، پرہیز گاری، وفائے عہد، ادائے امانت کا حکم دیتا ہے۔ بیشک نبی کے یہی طریقے ہوتے ہیں۔

قیصر نے پھر کہا میں جانتا تھا کہ ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے مگر یہ گمان نہ تھا کہ وہ ملک عرب میں ہو گا۔ دیکھ! اگر تیرے جواب سچے ہیں تو وہ اس جگہ کا بھی مالک بن جائے گا، جہاں میں بیٹھا ہوا ہوں۔ کاش میں اس تک پہنچ سکتا۔ کاش میں اس کے پاؤں دھویا کرتا۔

۶ھ کے بعد اور بھی بہت سے رئیس مسلمان ہو گئے تھے۔ ان لوگوں نے پہلے اسلام کی بابت سنا۔ پھر خود بھی پڑتال کی اور جب سچائی کا پتہ لگ گیا۔ تب مسلمان ہوئے۔ مشہور لوگوں کے نام یہ ہیں۔

1۔ ثمامہ والی نجد ۷ھ میں مسلمان ہوا۔

2۔ جبلہ شاہ غسان بھی ۷ھ میں مسلمان ہوا۔

3۔ فروہ بن عمر خزائی، قیصر کی طرف سے ملک شام کا گورنر تھا۔ ۷ھ میں مسلمان ہوا۔

جب قیصر نے سنا کہ وہ مسلمان ہو گیا تو فروہ کو بلایا اور حکم دیا کہ اسلام چھوڑ دے۔ وہ نہ مانا۔ قیصر نے قید کر لیا۔ پھر بھی وہ پکارا۔ تب پھانسی پر چڑھا دیا۔ وہ پھانسی پر چڑھتا ہوا بھی شکر کرتا تھا کہ اسلام پر مر رہا ہے۔

4۔ خالد بن ولیدؓ

5۔ عثمان بن ابو طلحہؓ

6۔ عمرو بن عاصؓ مکہ کے مشہور سردار تھے۔ خود مدینہ پہنچے اور ۷ھ میں مسلمان ہوئے۔

7۔ مشہور دشمن اسلام ابو جہل کا بیٹا عکرمہ بڑا بہادر نامی سردار تھا۔ ۸ھ میں مسلمان ہوا۔

8۔عدی اپنے علاقہ کا رئیس تھا مشہور سخی حاتم طائی کا بیٹا تھا۔ بڑا بہادر تھا۔۹ھ میں مسلمان ہوا۔

9۔ اکیدر دومۃ الجندل کا والی تھا مسلمان ہوا۔

10۔ ذی الکلاع۔ یہ طائف اور کچھ حصہ یمن اور قبائل حمیر کا بادشاہ تھا۔ اللہ کہلایا اور سجدے کرایا کرتا تھا۔ جب مسلمان ہوا تو سلطنت چھوڑ غریبانہ زندگی بسر کرتا رہا۔ 9ھ میں مسلمان ہوا تھا۔

قبائل کا مسلمان ہونا

بادشاہوں، حکمرانوں کے سوا عرب کے بڑے بڑے قبیلے جو اسلام کی ہدایت سے دل کے شوق اور محبت سے مسلمان ہوئے اور آنحضرت ﷺ کی زیارت کو دور دور سے مدینہ آئے، وہ بھی بہت ہیں۔ ان کے حالات کتاب "رحمۃ اللعالمین" میں پڑھنا چاہئے۔

۸ھ یا ۲۰ نبوت (۶۰ سال)

مکہ جہاں سے کافروں نے آنحضرت ﷺ کو نکالا تھا۔ جہاں کسی غریب مسلمان کا زندہ رہنا مشکل تھا۔ جہاں اسلام کی بات کرنا بھی کسی کو آسان نہ تھا۔ اس سال فتح ہو گیا۔ کعبہ جہاں ۳۶۰ بت رکھے تھے، بتوں سے پاک ہوا اور جس کام کے لئے یہ مسجد چار ہزار سال پہلے بنائی گئی تھی یعنی خدائے واحد کی عبادت کے لئے۔ اب وہی اس میں جاری ہوئی۔

۹ھ یا ۲۱ نبوت (۶۱ سال)

1۔ اس سال حج فرض ہوا۔ آنحضرت ﷺ ابو بکر صدیقؓ کو حاجیوں کے قافلے کا امیر بنایا۔ اور کئی سو مسلمانوں نے حج ادا کیا۔

2۔ حضرت علی مرتضیٰؓ نے میدان حج میں نبی ﷺ کے حکم سے اعلان کیا کہ آئندہ کوئی مشرک خانہ کعبہ کے اندر داخل نہ ہو گا۔ کوئی عورت یا مرد ننگا ہو کر کعبہ کا طواف نہ کر سکے گا۔ جن لوگوں نے عہد شکنی کی ہے۔ ان کے ساتھ کوئی عہد باقی نہ سمجھا جائے گا۔

غزوات

نبی ﷺ جب مدینہ آ بسے تھے۔ تب دشمنوں نے فوجیں اکٹھی کیں اور کئی دفعہ مسلمانوں پر چڑھائی کی تھی۔ چار برس تک مسلمانوں نے صبر کیا۔ پھر انہوں نے بھی کئی دفعہ آگے بڑھ کر دشمن کی حملہ آور فوجوں کو تتر بتر کیا۔ یہ جھگڑے ۲ھ سے شروع ہوئے اور ۹ھ تک سات سال رہے۔ مشہور مشہور غزوات یہ ہیں۔

1۔ غزوہ بدر ۲ھ

2۔ غزوہ احد ۳ھ

3۔ غزوہ خندق ۵ھ

4۔ غزوہ خیبر ۵ھ

5۔ غزوہ فتح مکہ ۸ھ

6۔ حنین ۸ھ

7۔ تبوک ۹ھ [1]

۱۰ھ یا ۲۲ نبوت (۶۲ سال)

نبی ﷺ نے حج کیا۔ ایک لاکھ چوالیس ہزار مسلمان شامل حج تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اس موقع پر اسلام کے سارے اصول سمجھائے، جاہلیت کی رسموں اور شرک کی باتوں کو ملیامیٹ کیا۔ امت کو الوداع کہا۔

۱۱ھ حجۃ الوداع (۶۳ سال ۵ دن)

نبی ﷺ نے ۲۳ برس ۵ دن تک اللہ کا حکم بندوں کو پہنچا کر اللہ کا سچا سیدھا راستہ دکھا کر ۶۳ برس ۵ دن کی عمر میں ۱۲ ربیع الاول کو دوشنبہ کے دن دنیا سے کوچ فرمایا۔ (إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ)

---

[1] حضور اکرم ﷺ کی زندگی کے آٹھ سالہ معرکوں کے کل مقتولین کی تعداد صرف 842 ہے۔ اس عرصہ میں دس لاکھ مربع میل پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا۔ انہی معرکوں میں فتح مکہ جیسا عظیم معرکہ بھی ہے۔ دنیا کی جنگی تاریخ جس کی مثال لانے سے قاصر ہے۔ اس میں صرف 2 مسلمان شہید ہوئے اور 12 مشرکین قتل ہوئے۔ مسلمانوں کو دہشت گرد اور شدت پسند کہنے والوں کو اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیے کہ صرف جنگ عظیم اول اور دوئم کے مقتولین کی تعداد بالترتیب 85 لاکھ 28 ہزار اور 1 کروڑ 50 لاکھ ہے۔ (اکیڈمی)

خطبہ

وفات سے ایک مہینہ پہلے سب کو بلا کر آحضرت ﷺ نے فرمایا:

''مسلمانو! اللہ تم کو سلامتی سے رکھے تمہاری حفاظت فرمائے تمہیں بچائے، تمہاری مدد کرے۔ تم کو بلند کرے، ہدایت اور توفیق دے، اپنی پناہ میں رکھے۔ آفتوں سے بچائے۔ تمہارے دین کو تمہارے لئے محفوظ بنائے۔ میں تم کو تقوی کی اور اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ تم کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور تم کو اپنا جانشین بناتا ہوں اور تم کو اللہ کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔

امید ہے کہ تم بھی لوگوں کو اس سے ڈراؤ گے۔ تم کو چاہئے کہ اللہ کے بندوں اور بستیوں میں سرکشی، تکبر اور اکڑ کر چلنے کو نہ پھیلنے دو۔ آخرت کا گھر انہی کے لئے ہے۔ جو دنیا میں اکڑ کر نہیں چلتے اور فساد نہیں کرتے، اچھی عاقبت صرف متقین کی ہے۔ فرمایا جو بڑی بڑی حکومتیں تم کو ملیں گی میں ان کو دیکھ رہا ہوں۔ مجھے ڈر نہیں رہا کہ تم مشرک بن جاؤ گے، لیکن ڈر یہ ہے کہ تم دنیا کی رغبت اور فتنہ میں پڑ کر تمہیں ہلاک نہ ہو جاؤ۔ جیسے پہلی امتیں ہلاک ہو گئیں۔''

انتقال سے کچھ دن پہلے پھر سب مسلمانوں کو بلایا۔ انصار و مہاجرین کی بابت ہدایتیں اور نصیحتیں فرمائیں۔ پھر فرمایا کہ اگر کسی شخص کا حق مجھ پر ہو تو بتا دے۔ ایک نے کہا کہ حضور ﷺ نے ایک مسکین کو مجھ سے تین درہم دلائے تھے۔ وہ نہیں ملے یہ درہم آنحضرت ﷺ نے اسی وقت ادا کر دیئے۔ پھر سب لوگوں کے حق میں دعائیں کیں۔

بیماری کے دنوں میں فرمایا:

''لوگو! لونڈی غلام کی بابت اللہ کو یاد رکھو۔ ان کو وہی پہناؤ جو خود پہنو وہی کھلاؤ جو خود کھاؤ۔ ان کے ساتھ ہمیشہ نرمی سے بات کرو۔'

'نزع کی حالت میں فرمایا:

"نماز، نماز[1]، لونڈی غلام کے حقوق۔"

آخری لفظ جو آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر فرمائے یہ تھے۔ اَللّٰھُمَّ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی

کنبہ کے حالات

نبی ﷺ کے ۹ چچا تھے۔ ان میں حمزہؓ (ان کا لقب اسد اللہ ورسولہ اور سید الشہداء ہے) اور عباسؓ مسلمان ہوئے۔ ابو طالب (علی مرتضیٰؓ کے والد ہیں۔) آنحضرت ﷺ کے فدائی وناصر تھے۔

۶ پھوپھیاں جن میں سے صفیہؓ (زبیر بن العوام کی ماں) مسلمان ہوئیں۔ غلام: ۱۲، سب کو آزاد فرمایا۔ لونڈیاں: ۱۳ ان میں ایک ام ایمن تھی۔ جس نے حضور ﷺ کو گود کھلایا تھا۔ آنحضرت ﷺ اسی لیے ان کی بہت عزت کرتے تھے۔ ب

یٹے ۳: قاسم[2]، عبد اللہ، ابر ہیم[3]، سب بچپن ہی میں فوت ہوئے۔

بیٹیاں: 1۔ زینبؓ ان کے شوہر ابو العاص بن ربیع تھے۔ 2۔ رقیہؓ ان کے شوہر حضرت عثمان غنیؓ تھے۔ 3۔ ام کلثومؓ ان کے شوہر بھی حضرت عثمان غنیؓ تھے[4]۔ ام کلثومؓ کا نکاح رقیہؓ کی وفات کے بعد ہوا تھا۔ 4۔ فاطمہؓ[5] ان کے شوہر علی المرتضیٰؓ[6] تھے۔ امام حسنؓ و امام حسینؓ ان ہی کے بطن سے ہیں۔

---

[1] نماز وہ فریضہ ہے جو جنگ ہو یا امن، سفر ہو یا حضر، بیماری ہو یا تندرستی مسلمان کو کسی صورت بھی معاف نہیں ہے۔ حکم ہے اگر کھڑے ہو کر سکت نہیں تو بیٹھ کر پڑھ لے، اگر اس کی بھی طاقت نہیں تو اشاروں سے ادا کرے لیکن معافی نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی زندگی کے آخری الفاظ نماز کی تاکید کے تھے۔ افسوس کہ مسلمانوں میں نہایت قلیل تعداد نمازی ہے۔ کیا ہمارا اسلام فقط کلمہ پڑھ لینے اور بچے کے کان میں اذان دینے تک ہی محدود ہے۔ جبکہ نبی ﷺ نے مومن اور کافر کے درمیان حد فاصل نماز کو قرار دیا ہے۔ (اکیڈمی)

[2] ان ہی کے نام پر آنحضرت ﷺ کی کنیت ابو القاسم ہے۔

[3] ان کا لقب طیب وطاہر ہے۔

[4] حضرت عثمانؓ کو اسی لئے ذوالنورین (دونوروں والا) کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کی دو بیٹیاں ان کے نکاح میں آئیں۔

[5] بتول لقب، زہرا علم، سیدۃ النساء خطاب۔ ان کو اپنی بہنوں پر اس لیے فضیلت ہے کہ صرف ان کی نسل دنیا میں باقی رہی۔

[6] حضرت امام حسنؓ نصف رمضان ۳ھ امام حسینؓ ۵ شعبان ۴ھ کو پیدا ہوئے۔

بیویاں

نبی ﷺ کی ہر ایک بیوی کا لقب اللہ کے حکم سے ام المومنین (مومنوں کی ماں) ہے۔ ہر ایک کا مختصر حال لکھا جاتا ہے۔

ام المومنین خدیجہ الکبریٰؓ

نبی ﷺ کی پہلی بیوی ہیں۔ حضور ﷺ کی دیانت اور کمال اور برکت کو دیکھ کر انہوں نے شادی کی درخواست خود کی تھی۔ ابراہیم کے سوا آنحضرت ﷺ کی کل اولاد ان ہی سے ہے ان کی سچائی اور غمگساری کو آنحضرت ﷺ نے ان کی وفات کے بعد بھی ہمیشہ یاد فرماتے رہے۔ دس نبوت کو وفات ہوئی۔

حضرت ام المومنین سودہؓ

یہ اپنے پہلے شوہر سکران کے ساتھ مسلمان ہوئی تھیں۔ ان کی ماں بھی مسلمان ہو گئی تھی۔ پھر تینوں ہجرت کر کے حبش چلے گئے وہاں ان کا شوہر مر گیا۔ نبی ﷺ نے ان سے اپنا نکاح ۱۰ نبوت میں سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ کی وفات کے بعد کر لیا۔ (۵۴ھ میں وفات پائی)

ام المومنین عائشہؓ

حضرت ابو بکرؓ کی بیٹی ہیں۔ ابو بکرؓ نے دل و جان، زر و مال سے آنحضرت ﷺ اور اسلام کی خدمت ایسی کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا کرتے تھے کہ میں سب کی خدمتوں کا بدلہ دے چکا ہوں۔ لیکن ابو بکرؓ کی خدمتوں کا صلہ اللہ ہی دے گا۔ حضرت ابو بکر صدیق ے نے اپنی بیٹی نبی ﷺ کو دینی چاہی اور کہا کہ میری زندگی بھر کی تین آرزوئیں ہیں اور ایک یہ ہے کہ میری بیٹی نبی ﷺ کے گھر میں ہو۔ نبی ﷺ نے اپنے یار غار کی غرض کو اللہ پاک کے فرمانے سے منظور کر لیا۔ حضرت عائشہؓ ۲ھ کو حضور ﷺ کے گھر میں آئیں۔ جیسے باپ نے اسلام کی بڑی بڑی خدمتیں کی تھیں، بیٹی بھی ایسی ہی عالمہ و فاضلہ ہوئی کہ بڑے بڑے صحابہ علم کی مشکل مشکل باتیں ان سے پوچھا کرتے تھے۔ دو ہزار دو سو دس حدیثوں کی روایت ان سے ہے۔ (۵۷ھ میں وفات پائی)

ام المومنین حضرت حفصہؓ

حضرت عمر فاروقؓ کی بیٹی ہیں۔ اپنے پہلے شوہر کے ساتھ ہجرت حبش کی تھی اور پھر ہجرت مدینہ، ان کا شوہر غزوہ احد میں زخمی ہوا اور انہی زخموں سے فوت ہوا تھا۔ نبی ﷺ نے حفصہؓ سے ۳ھ میں شادی کر لی۔ یہ اللہ کی بندی حد درجہ عبادت گزار تھی۔

ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہؓ

ان کا پہلا نکاح طفیل بن حارث سے، پھر عبیدہ بن حارث سے ہوا تھا۔ یہ دونوں نبی ﷺ کے حقیقی چچیرے بھائی تھے۔ تیسرا نکاح عبد اللہ بن جحش سے ہوا تھا۔ یہ نبی ﷺ کے پھوپھی زاد تھے۔ وہ جنگ احد میں شہید ہوئے آنحضرت ﷺ نے ان سے ۳ھ میں نکاح کر لیا۔ وہ نکاح کے بعد صرف تین مہینے زندہ رہیں۔ یہ بی بی غریبوں کی اتنی مدد اور پرورش کیا کرتی تھیں، کہ ان کا لقب "ام المساکین" پڑ گیا تھا۔ (۴ھ میں شہادت پائی)

ام المومنین حضرت سلمہؓ

ان کا پہلا نکاح ابو سلمہ عبد بن الاسد سے ہوا تھا، جو نبی ﷺ کی پھوپھی کے بیٹے اور دودھ کے بھائی تھے۔ انہوں نے اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت حبش کی تھی اور پھر ہجرت مدینہ۔ مکہ سے مدینہ تک تنہا سفر کیا تھا۔ ابو سلمہ نے جنگ احد کے زخموں سے وفات پائی تھی۔ چار بچے یتیم چھوڑے۔ نبی ﷺ نے بے کس بچوں اور ان کی حالت پر رحم کھا کر ان سے ۳ھ میں نکاح کر لیا۔ (انہوں نے تمام امہات المومنین سے آخر میں ۵۹ ہجری میں وفات پائی)

ام المومنین حضرت زینب بنت جحشؓ

یہ نبی ﷺ کی سگی پھوپھی کی بیٹی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان کا نکاح کوشش کر کے آزاد کیے غلام زیدؓ سے کرا دیا تھا۔ لیکن شوہر کی زینبؓ کے ساتھ نہ بنی، اس نے بیوی کو چھوڑ دیا۔ اگرچہ آنحضرت ﷺ نے زید کو سمجھایا بھی بہت کہ بیوی کو نہ چھوڑے۔ زینبؓ کی اس مصیبت کا بدلہ اللہ نے یہ دیا کہ نبی ﷺ کے ساتھ ان کا نکاح ۵ھ میں کر دیا۔

اعتراض کرنے والے کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک دن یکایک زینبؓ کو دیکھ لیا تھا۔ اس لئے منہ بولے بیٹے سے چھڑوا کر اپنا نکاح اس سے کیا۔ یہ لوگ تین باتیں بھول جاتے ہیں۔

1۔ زینبؓ آنحضرت ﷺ کی سگی پھوپھی کی بیٹی ہیں۔ آنکھوں کے سامنے پلی اور بڑھی، ان کی شکل وصورت کی بات آنحضرت ﷺ سے کچھ چھپی نہ تھی۔

2۔ ان کا پہلا نکاح حضرت زیدؓ کے ساتھ خود نبی ﷺ نے بڑی سعی سے کرایا تھا۔

3۔ اسلام متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) بنانے کو باطل ٹھہراتا ہے۔ (تمام امہات المومنین سے قبل ۲۰ ہجری میں وفات پائی)

ام المومنین حضرت جویریہؓ

لڑائی میں پکڑی گئی تھیں اور ثابت بن قیس کے حصہ میں آئیں۔ وہ بیس سالہ جوان تھے۔ مگر انہوں نے کچھ روپیہ ان سے طے کر لیا۔ (مکاتب کر دیا) جس کے ادا کرنے سے وہ چھوٹ جاتی۔ جویریہ چندہ مانگنے کے لئے نبی ﷺ کے پاس آئی اور یہ بھی ظاہر کیا کہ میں مسلمان ہو چکی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے اس کا سارا روپیہ ادا کر دیا۔ (آزاد ہو گئی) پھر فرمایا۔ بہتر یہ ہے کہ میں تمہارے ساتھ نکاح کر لوں۔ (یہ اس خیال سے فرمایا کہ اگر اور اسیر آئے انہوں نے بھی چندہ مانگا تو کیا کیا جائے گا۔) جب لشکر نے یہ سنا کہ یہ قیدی اب آنحضرت ﷺ کے رشتہ دار بن گئے تو انہوں نے سب قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ اس چھوٹی سی تدبیر سے آنحضرت ﷺ نے ایک سو سے زیادہ انسانوں کو لونڈی غلام بنائے جانے سے بچالیا۔ یہ نکاح ۵ھ میں ہوا۔

ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ

ابوسفیان اموی کی بیٹی ہیں۔ جن دنوں ان کا باپ نبی ﷺ کے ساتھ لڑائی کر رہا تھا۔ یہ مسلمان ہوئی تھیں اسلام کے لئے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں۔ پھر شوہر کو لے کر حبش کی طرف ہجرت کی۔ وہاں جا کر ان کا شوہر مرتد ہو گیا۔ ایسی سچی اور ایمان میں پکی بی بی کے لئے یہ کتنی مصیبت تھی کہ اسلام کے واسطے باپ، بھائی، خاندان قبیلہ اور اپنا ملک، وطن چھوڑا تھا۔ پردیس میں خاوند کا سہارا تھا۔ اس کی بے دینی سے وہ بھی جاتا رہا۔ نبی ﷺ نے ایسی صابرہ کے ساتھ ۵ھ میں خود نکاح کر لیا۔ یہ نکاح حبش ہی میں پڑھا گیا تاکہ ام حبیبہ کی مصیبتوں کا خاتمہ جلد ہو جائے۔ (۴۰ ہجری میں فوت ہوئیں)

ام المومنین حضرت میمونہؓ

ان کے دو نکاح پہلے ہو چکے تھے۔ ان کی ایک بہن حضرت عباسؓ کے۔ ایک بہن حضرت حمزہؓ کے اور ایک بہن حضرت جعفر طیارؓ کے گھر میں تھی اور ایک بہن حضرت خالد بن ولیدؓ کی ماں تھی۔ آنحضرت ﷺ کے چچا عباسؓ نے آنحضرت ﷺ سے ان کی کی بابت کہا اور آنحضرت ﷺ نے چچا کے کہنے پر ۷ھ میں ان سے نکاح کر لیا۔

یہ سب نکاح اس آیت سے پہلے ہو چکے تھے۔ جس میں ایک مسلمان کے واسطے بیویوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ، (بشرط عدل) تک مقرر کی گئی ہے۔ (۵۱ھ میں وفات ہوئی)

اگر طاقت کے باوجود نہ روکیں تو؟؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو قوم گناہوں میں مبتلا ہو جائے اور ان میں اسے روکنے کی قدرت والے بھی موجود ہوں اور وہ نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ جل شانہ ان سب کو اپنی طرف سے عذاب میں مبتلا کر دیں۔" (ترمذی)

خلق محمدی ﷺ

نبی ﷺ نے فرمایا:

اللہ نے مجھے اس لئے نبی بنایا ہے کہ میں پاکیزہ اخلاق اور نیک اعمال کی تکمیل کروں۔

صدیقہؓ سے کسی نے پوچھا۔ آنحضرت ﷺ کے اخلاق کیسے تھے؟ فرمایا:

قرآن مجید ان کا خلق ہے۔ مطلب یہ ہے کہ درخت پھل سے اور انسان اپنی تعلیم سے پہچانا جاتا ہے۔ تم قرآن مجید سے نبی ﷺ کی شناخت کرو۔

قرآن مجید نے آنحضرت ﷺ کو رحمتہ للعالمین کہا ہے اور زمانہ کی سچی تاریخ بتلاتی ہے کہ حضور ﷺ کا وجود بالکل رحمت تھا۔ ایک حدیث سے نبی ﷺ کے اخلاق یہ معلوم ہوتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ شاہد خلق ہیں۔ حکم ماننے والوں کو خوشخبری سناتے اور نافرمانوں کو ڈراتے ہیں۔ انجانوں کی پناہ۔ اللہ کے بندے اور رسول سب کام کو اللہ پر چھوڑ دینے والے۔ نہ عادت کے سخت اور نہ بول چال میں کرخت۔ چیخ کر نہیں بولتے۔ بدی کا بدلہ بدی سے نہیں دیتے۔ ان کا کام قوم اور مذہب کی خامیوں کو درست کر دینا ہے اور ایک خدائی وحدانیت کو قائم کر دینا۔ ان کی تعلیم اندھوں کو آنکھیں، بہروں کو کان دیتی ہے اور غافل دلوں سے پردہ اٹھا دیتی ہے۔ ہر ایک خوبی سے آراستہ ہر ایک خلق کریم سے عطا یافتہ، سکینہ ان کا لباس ہے، نکوئی ان کا شعار ہے۔ ان کا ضمیر (پاک دل) تقویٰ ہے۔ ان کا کلام حکمت ہے۔ صدق و وفا ان کی طبیعت ہے۔ عفو و احسان ان کی عادت ہے۔ عدل ان کی سیرت ہے، سچائی ان کی شریعت ہے اور ہدایت ان کی راہنما ہے۔ ملت ان کا اسلام ہے اور احمد ﷺ ان کا نام ہے۔

وہ ضلالت کے بعد ہدایت دینے والے اور جہالت کے بعد علوم سکھانے والے ہیں۔ گناموں کو رفعت دینے والے مجہولوں کو نامور کر دینے والے، قلت کو کثرت اور تنگدستی کو غنا سے بدل دینے والے ہیں۔ اللہ نے ان کے ذریعہ پھوٹک کی بجائے جمعیت بخشی۔ پھٹے ہوئے دلوں کو الفت عطا فرمائی۔ گونا گوں خواہشوں اور بو قلموں قوموں کو وحدت ارزانی فرمائی۔ ان کی امت بہترین امت ہے، اس کا کام لوگوں کو ہدایت کرنا ہے۔

صبر و حلم

1۔ طائف والوں نے نبی ﷺ کو پتھر مار کر زخمی اور بے ہوش کر دیا تھا۔ فرشتہ نے آکر کہا حکم ہو تو یہ بستی الٹ دوں! فرمایا: نہیں نہیں اگر یہ مسلمان نہیں ہوتے تو امید ہے کہ ان کی اولاد مسلمان ہو جائے گی۔

2۔ ایک یہودی کا قرض دینا تھا۔ وعدہ کے دن باقی تھے۔ اس نے راہ چلتے آنحضرت ﷺ کا گریبان آکر پکڑ لیا کہ میرا قرض ادا کر دو۔ فاروقؓ نے کہا۔ یہ گستاخ قتل ہونا چاہئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا۔ نہیں تم مجھے خوبصورتی سے ادا کرنے کو کہو اور اسے اچھا دُھب بتلاؤ۔ پھر اسے ہنس کر فرمایا۔ ابھی تو وعدے کے دن باقی ہیں۔

3۔ ایک گنوار نے پیچھے سے آکر زور سے آنحضرت ﷺ کی چادر کھینچی۔ گردن سرخ ہو گئی۔ نبی ﷺ نے لوٹ کر دیکھا تو وہ بولا کہ میری مدد کرو۔ میں غریب ہوں۔ فرمایا۔ ایک اونٹ جو کا۔ ایک کھجور کا لاو دو۔

ادب اور تواضع

1۔ لوگوں کے اندر پاؤں پھیلا کر بھی نہ بیٹھتے۔

2۔ اپنی تعظیم کے لئے مسلمانوں کو کھڑے ہونے سے روکا کرتے۔

3۔ دست مبارک کو کوئی شخص پکڑ لیتا تو آپ اس سے کبھی نہ چھڑاتے۔

4۔ کسی کی بات نہ کاٹتے۔

5۔ سوار ہو کر پیدل کو ساتھ نہ لیتے یا سوار کر لیتے یا واپس کر دیتے۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک دن نبی ﷺ خچر پر پالان سوار تھے۔ میں مل گیا۔ فرمایا۔ سوار ہو جاؤ۔ میں حضور ﷺ کو پکڑ کر چڑھنے لگا۔ آپ تو نہ چڑھ سکا۔ ہاں حضور ﷺ کو گرا دیا۔ آنحضرت نے سوار ہو کر دوبارہ فرمایا۔ میں پھر نہ چڑھ سکا اور حضور ﷺ کو پھر گرا دیا۔ تیسری بار آنحضرت ﷺ نے سوار ہو کر فرمایا۔ سوار ہو جاؤ۔ میں نے کہا۔ مجھ سے تو چڑھا نہیں جاتا ۔ حضور ﷺ کو کہاں تک گراؤں گا۔

جود و سخاوت

سوالی کو کبھی رد نہ فرماتے۔ زبان پر انکار نہ لاتے۔ اگر کچھ بھی دینے کو نہ ہوتا تو سوالی سے عذر کرتے۔ جیسے کوئی معافی مانگتا ہے۔ ایک نے آ کر سوال کیا۔ فرمایا میرے پاس تو ہے نہیں۔ تم بازار سے میرے نام پر قرض لے لو۔ فاروقؓ نے کہا۔ اللہ نے آپ کو یہ تکلیف نہیں دی۔ نبی ﷺ چپ سے کر گئے۔ ایک نے پاس سے کہہ دیا کہ اللہ کی راہ میں دینا ہی اچھا ہے اس پر حضور ﷺ خوش ہو گئے۔

شرم و حیا

1۔ ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ میں پردہ نشین لڑکی سے بڑھ کر حیا تھی۔

2۔ اپنے کام میں اپنی جان پر تکلیف اٹھا لیتے مگر دوسرے کو شرم کی وجہ سے نہ فرماتے۔

3۔ کسی کو کوئی کام کرتے دیکھ لیتے جو پسند نہ ہوتا تو اس کا نام لے کے کچھ نہ فرماتے عام طور پر لوگوں کو اس کام سے روک دیا کرتے۔

مہربانی اور محبت

1۔ نفلی عبادت چھپ کر کیا کرتے کہ امت پر اتنی عبادت کا کرنا مشکل نہ بنے۔

2۔ ہر کام میں آسان صورت کو پسند فرماتے۔

3۔ فرمایا میرے سامنے کسی کی چغلی نہ کرو، میں نہیں چاہتا کہ کسی کی طرف سے میری صاف دلی میں فرق آ جائے۔

4۔ وعظ اور نصیحت کبھی کبھی کیا کرتے تا کہ لوگ اکتا نہ جائیں۔[1]

---

[1] علمائے کرام جو وارثان علم نبوت ہیں کو آنحضرت ﷺ کے اس اسوۂ حسنہ پر ضرور غور کرنا چاہئے جو صبح و شام بغیر پڑوسیوں اور اہل محلہ کا خیال کئے، سپیکر پر درس و وعظ کرتے رہتے ہیں۔ کئی لوگ علمائے کرام کے اسی نیک عمل کی وجہ سے مسجد کے پڑوس سے دور بھاگتے ہیں۔ گھنٹوں کے حساب سے جمعہ المبارک کا خطبہ دینے والے خطیب یہ بھی غور کریں کہ جب خطبہ شروع کرتے ہیں تو حاضری بھی نہیں ہوتی۔ نماز کھڑی ہونے کے قریب مسجد بھر جاتی ہے اور جن مساجد میں خطباء مختصر خطبہ دیتے ہیں۔ وہاں نمازی امام سے قبل پہنچ جاتے ہیں۔ علمائے کرام کو اسوہ حسنہ کی یہ باتیں سناتے وقت اپنا محاسبہ ضرور کرنا چاہئے۔ خطیب حضرات اور علمائے کرام کے لئے اردو زبان کی بے مثال کتاب جمعۃ المبارک (احکام، مسائل آداب) ناشر: طارق اکیڈمی کا مطالعہ یقیناً ایک اچھا خطیب بننے میں معاون ثابت ہو گا۔ (اکیڈمی)

5۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا کہ ساری ساری رات امت کے لئے دعاء کیا کرتے اور زار و قطار روتے۔

صلہ رحم

1۔ فرمایا میرے دوست تو ایمان والے ہیں لیکن رحم سب کے ساتھ ہے۔

2۔ ایک جنگ میں ایک عورت پکڑی آئی۔ اس نے کہا کہ میں آپ کی دایہ حلیمہ سعدیہ کی بیٹی ہوں۔ نبی ﷺ نے اپنی چادر اپنے اوپر سے اتار کر اس کے لئے بچھادی۔

3۔ مکہ والوں نے حضور ﷺ کو اور مسلمانوں کو سینکڑوں دکھ اور رنج دے دے کے وطن سے نکالا تھا۔ بیبیوں بچے مسلمانوں کو قتل کیا تھا۔ کہ کیوں یہ لوگ اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ جب مکہ فتح ہو گیا تو حضور ﷺ نے سب کو بلا کے کہہ دیا کہ تمہارے قصور معاف کئے جاتے ہیں۔

عدل و اعتدال

1۔ جو جھگڑا دو شخصوں میں ہوتا۔ اس میں عدل فرماتے۔ اگر کسی کا حضور ﷺ کے ساتھ کوئی معاملہ ہوتا تو وہاں رحم فرماتے۔

2۔ مکہ میں ایک عورت کا نام فاطمہ تھا۔ اس نے چوری کی۔ لوگوں نے اسامہ بن زیدؓ سے (جو نبی ﷺ کو بہت پیارے تھے) سفارش کرائی۔ فرمایا کیا تم حدود الٰہی میں سفارش کرتے ہو۔ سنو! اگر میری بیٹی فاطمہ کا بھی ایسا کرتی تو میں حد لگاتا۔

3۔ اعتدال کی بابت حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ خَيْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا۔ اس سے ہر ایک بات میں درمیانہ پن رکھنے کی ہدایت ملتی ہے۔

صدق و امانت

1۔ جانی دشمن بھی حضور ﷺ کی سچائی اور امانت کا اقرار کرتے تھے۔

2۔ بچپن ہی سے سارا ملک حضور ﷺ کو صادق (سچا) اور امین کہہ کر پکارا کرتا تھا۔

3۔ ایک دن ابو جہل نے کہا اے محمد ﷺ میں تجھے جھوٹا نہیں سمجھتا، لیکن تیرے دین پر میرا دل ہی نہیں جمتا۔

4۔ جس رات نبی ﷺ گھر سے مدینہ کے لیئے نکلے تھے۔ دشمنوں نے اس رات حضور ﷺ کے قتل کا سامان پورا را بنایا تھا۔ مگر حضور ﷺ نے پیارے بھائی علی مرتضیٰؓ کو اس لئے مکہ میں پیچھے چھوڑا تھا کہ جو امانتیں لوگوں کی میرے پاس ہیں وہ واپس دے کر آجانا۔

عفت عصمت

1۔ نبی ﷺ نے فرمایا۔ مکہ میں لوگ کہانیاں کہا کرتے تھے۔ مجھے بھی سننے کا شوق ہوا۔ اس وقت میری عمر دس برس سے کم تھی میں اس ارادہ سے چلا۔ راستہ میں آرام کے لئے ذرا بیٹھ گیا۔ وہیں نیند آگئی۔ جب سورج نکلا تب آنکھ کھلی۔

2۔ اسی عمر کا ذکر ہے کسی کے ہاں بیاہ تھا۔ عورتیں گا رہی تھیں۔ دف بجتی تھی۔ میں سننے کے لئے چلا۔ چلتے چلتے نیند نے غلبہ کیا۔ سو گیا دن نکلے اٹھا۔ ان دونوں باتوں کے سوا کبھی کسی مکروہ کام کا میں نے ارادہ بھی نہیں کیا۔

زہد

1۔ نبی ﷺ کی دعا تھی الٰہی ایک دن بھوکا رہوں ایک دن کھانے کو ملے۔ بھوک میں تیرے سامنے گڑگڑایا کروں۔ کھا کر تیرا شکر ادا کیا کروں۔

2۔ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا کنبہ مہینے دو مہینہ تک پانی اور کھجور پر گزارہ کرتا۔ چولہے میں آگ تک نہ جلائی جاتی۔

3۔ صدیقہؓ کہتی ہیں۔ میرے گھر میں آنحضرت ﷺ کا بستر کھجور کے پٹھوں سے بھرا ہوا تھا۔

4۔ حفصہؓ کہتی ہیں۔ میرے گھر میں آنحضرت ﷺ کا بستر صرف ٹاٹ تھا۔ اسے دو تہہ کر کے بچھا دیا جاتا۔ ایک دن ہم نے چار تہہ کر دیا۔ فرمایا بستر نرم ہو گیا۔ پھر ایسا نہ کرو۔

5۔ ابن عوفؓ کہتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ساری زندگی میں جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی

6۔۔ آنحضرت ﷺ نے جو آخری رات دنیا میں کاٹی، اس رات صدیقہؓ نے جلانے کیلئے تیل ایک پڑوسن سے ادھار لیا تھا۔

7۔ وفات کے بعد حضور ﷺ کی زرہ یہودی کے پاس تھی، جو اناج کے بدلہ گروی تھی۔[1]

---

[1] سادگی: نبی اکرم ﷺ کی کیسی کہ آخری وقت میں دس لاکھ مربع میل کی سلطنت اسلامی کے حکمران ہیں مگر پھر بھی پوری زندگی جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی اور مالی حالت یہ ہے کہ اناج کے بدلہ میں زرہ ایک یہودی کے پاس گروی پڑی ہے۔ ہمیں سوچنا چاہیے کیا ہمارے لئے سیرت رسول نمونہ نہیں۔ مگر افسوس کہ ہم اسوہ رسول ﷺ کو بھول گئے۔ عوام تو اپنی جگہ، علمائے کرام بھی نمونہ نبوی کو ترک کر کے دنیا کی لذتوں اور عیش پرستی میں غرق ہو چکے ہیں۔ (اکیڈمی)

8۔ آنحضرت ﷺ جیساز ہد خود فرماتے۔ ایسی ہی نصیحت کنبہ والوں کو فرماتے۔ حضور ﷺ کی بیٹی فاطمہ الزہراؓ نے اپنے ہاتھ دکھائے۔ تنور کی آگ سے جھلسے ہوئے، چکی پینے سے چھالے پڑے ہوئے اور ایک لونڈی مانگی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اللہ کو خوب یاد کیا کرو۔ دنیا کی تکلیفیں کیا ہیں۔

9۔ دعا فرمایا کرتے الٰہی آل محمد ﷺ ایک کو صرف اتنا دے جسے پیٹ میں ڈال لیں۔

10۔ زہد کی یہ سب صورتیں اختیاری تھیں۔ لاچاری کچھ نہ تھی۔

عبادت

1۔ نفلی نماز میں اتنی دیر کھڑے رہتے کہ پاؤں سوج جاتے۔ صحابہؓ نے کہا کہ حضور ﷺ آپ تو بخشے ہوئے ہیں۔ پھر اتنی تکلیف کیوں فرماتے ہیں۔ فرمایا: کیا اب میں اس کا شکر نہ کروں؟[1]

2۔ سجدہ میں اتنی اتنی دیر تک پڑے رہتے کہ دیکھنے والوں کو انتقال کر جانے کا وہم ہو جاتا۔

3۔ مناجات کے وقت سینہ مبارک دیگ کی طرح جوش مارتا ہوا معلوم ہوا کرتا۔

4۔ آیت رحمت پڑھ کر دعا مانگتے اور آیت عذاب پڑھ کر کانپ اٹھتے۔

5۔ کئی کئی دن کا برابر روزہ رکھا کرتے، اوروں کو ایسے روزہ سے منع کرتے۔

عام برتاؤ

1۔ سب سے ہنس مکھ ہو کر ملتے

2۔ یتیموں کو پالتے، رانڈوں کی مدد کرتے۔

---

[1] یہ تو نبی اکرم ﷺ کی نفل نماز ہے اور خود ہماری یہ حالت ہے کہ نوافل کو ثانوی حیثیت دے کر بھول چکے ہیں، جو بندے کو رب کے قریب کرتے ہیں اور قیامت کے دن فرائض کی کوتاہی نوافل سے پوری کر دی جائے گی اور نوافل کے ادا کرنے کے باعث حضرت بلالؓ کے قدموں کی آہٹ جنت میں سنائی دیتی ہے، نوافل تو رہے در کنار ہم تو فرائض کو ترک کر چکے ہیں۔ (اکیڈمی)

3۔ غریبوں، مسکینوں سے پیار کرتے۔ ان میں جا کر بیٹھا کرتے۔

4۔ سفید زمین پر بیٹھ جاتے۔ اپنے لئے کوئی سامان امتیاز پسند نہ فرماتے۔

5۔ لونڈی، غلام بھی بیمار ہو جاتے تو خود جاتے اور ان کی خبر لیتے۔

6۔ کوئی مسلمان مر جاتا، اس پر قرض ہوتا تو بیت المال سے اس کا قرض دفن کرنے سے پہلے ادا کرتے۔

7۔ کوئی مخلص مرتا تو اس کی تجہیز و تکفین میں خود شامل ہوتے۔

8۔ منافق لوگ سامنے آکر گستاخیاں کیا کرتے۔ دشمنوں کو مدد دیا کرتے۔ مگر آنحضرت ﷺ کبھی ان سے بدلہ نہ لیا کرتے۔

9۔ ایک دفعہ نجران کے عیسائی آگئے۔ ان کو اجازت دے دی کہ مسجد نبوی میں اپنے طریقہ پر نماز پڑھ لیں۔[1]

10۔ جنگل میں ایک بکری ذبح کرنے لگے۔ ایک بولا میں ذبح اور صاف کر دوں گا۔ ایک بولا میں گوشت کاٹ دوں گا۔ ایک بولا میں پکا دوں گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ میں لکڑیاں لے آؤں گا۔ عرض کی گئی۔ ہم سب خدمت کو حاضر ہیں۔ حضور ﷺ کیوں تکلیف کریں۔ فرمایا میں بھائیوں میں نکما رہنا نہیں چاہتا۔

عفو و رحم

1۔ آنحضرت ﷺ کے پیارے چچا امیر حمزہؓ کو وحشی نے مارا۔ ناک کان وغیرہ کاٹے۔ کلیجہ نکالا تھا۔ پھر بھی جب اس نے معافی کی بابت عرض کیا تو معاف کر دیا۔[2]

---

[1] فرقہ پرستی کا زہر پھیلانے والے کس منہ سے اپنے آپ کو عاشق رسول ﷺ اور اتباع رسول ہونے کے دعوی دار کہتے ہیں۔ دوسروں کی مسجدوں میں ان کی نماز نہیں ہوتی یہاں عیسائی بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہیں اور اپنے طریقہ عبادت سے مسجد نبوی میں عبادت کر رہے ہیں۔ فرقہ پرستی سے نجات کیلئے مکتبہ طارق اکیڈمی کی بے مثال کتاب فرقہ پرستی اور اسلام (ناشر طارق اکیڈمی) کا مطالعہ کریں۔ (اکیڈمی)

[2] نبی اکرم ﷺ نے رحمۃ للعالمین ہونے کا کیسا نمونہ پیش کیا کہ اپنی بیٹی، چچا اور اپنے جانی دشمنوں تک کو معاف فرما دیا۔ آج بھی اگر اس نمونہ کو ہم اپنی زندگی میں اپنا لیں تو یہ کثیر اختلافات اور لڑائیوں کے وسیع سلسلے ختم ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے۔ آمین۔

2۔ ہبار نے آنحضرت ﷺ کی بڑی بیٹی زینب کے نیزہ مارا وہ پالان سے گر گئیں۔ حمل جاتا رہا۔ وہی صدمہ ان کی موت کا سبب بنا۔ ہبار نے سامنے آکر معافی مانگی، معاف فرمادیا۔

3۔ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ ایک درخت کے نیچے سو گئے۔ تلوار ٹہنی سے لٹکادی۔ ایک دشمن آیا۔ تلوار اٹھالی اور آنحضرت ﷺ کو گستاخی سے جگایا۔ اور پوچھا اب کون تم کو بچائے گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "اللہ" وہ شخص چکرا کر گر پڑا۔ تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ آنحضرت ﷺ نے تلوار اٹھائی۔ فرمایا اب تجھے کون بچا سکتا ہے؟ وہ حیران ہو گیا۔ فرمایا جاؤ میں بدلہ نہیں لیا کرتا۔

4۔ فرمایا جاہلیت کی جن باتوں پر قبیلے لڑا کرتے تھے۔ میں ان سب باتوں کو مٹاتا ہوں اور سب سے پہلے اپنے خاندان کے خون کا دعوی چھوڑتا ہوں اور جن لوگوں سے میرے چچا نے قرض لینا ہے۔ ان کو قرضہ بھی معاف کرتا ہوئی۔

تعلیمات نبوی ﷺ

نبی ﷺ کی پاک تعلیم اعتقادات، عبادات، عادات، معاملات، مہلکات، منجیات، ریاضات، احسانات کے بارہ میں بحر ناپیدا کنار ہے۔ آنحضرت ﷺ کی بزرگی اور اسلام کی برتری اسی تعلیم پر ہے۔ میرا مطلب اس چھوٹی سی کتاب میں اس پاک تعلیم کا نمونہ دکھلا دینا ہے۔

تہذیب نفس (اپنے آپ کی درستگی)

1۔ دانا وہ ہے جو اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے اور کام وہ کرتا ہے جو مرنے کے بعد کام آئے۔ ناداں وہ ہے جو نفس کا کہنا مانتا ہے اور اللہ پر امیدیں باندھتا ہے۔

2۔ پہلوان وہ نہیں جو لوگوں کو پچھاڑ دیتا ہے، بلکہ پہلوان وہ ہے جو نفس کو اپنے قابو میں کر لیتا ہے۔

3۔ قناعت وہ خزانہ ہے جو کبھی خالی نہیں ہوتا۔

4۔ غیر ضروری کام کا چھوڑ دینا عمدہ دینداری ہے۔

5۔ مشورہ بھی امانت ہے۔ جھوٹی صلاح مشورہ دینا خیانت ہے۔

6۔ شر (بدی یا فساد) کو چھوڑ دینا بھی صدقہ ہے۔

7۔ حیا سراپا خیر ہے (شرم وحیا میں نیکی ہی نیکی ہے)

8۔ صحت اور فراغت ایسی نعمتیں ہیں جو ہر ایک کو میسر نہیں۔

9۔ گذران میں میانہ روی رکھنا نصف روزی ہے۔(سمجھ سوچ کر خرچ کرنا آدھی کمائی کے برابر ہے)

10۔ تدبیر جیسی کوئی دانائی نہیں۔

11۔ جو عہد کا پکا نہیں وہ دیندار نہیں۔

12۔ عقل سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں۔

13۔ مرد کی خوبصورتی اس کی فصاحت ہے۔

14۔ جہالت سے بڑھ کر کوئی تنگی نہیں۔

15۔ جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں۔

16۔ اچھے خلق کے برابر محبت کی کوئی تدبیر نہیں۔

17۔ تواضع سے درجہ بلند ہوتا ہے۔

18۔ خیرات سے مال میں کمی نہیں آتی۔

19۔ اپنے بھائی کو طعنہ نہ دو، ایسا نہ ہو کہ تم بھی اسی حال میں پھنس جاؤ۔

20۔ جس طرح سرکہ سے شہد خراب ہو جاتا ہے اسی طرح بد خلقی سے ساری خوبیاں جاتی رہتی ہیں۔

ماں باپ کی اطاعت

1۔ اللہ کی خوشی باپ کی خوشی میں ہے۔ اللہ کا غضب باپ کے غضب میں ہے۔

2۔ سب عملوں سے بہتر عمل نماز کا وقت پر پڑھنا ہے۔ اس کے بعد ماں باپ کی اطاعت۔

3۔ سب گناہوں سے بڑھ کر گناہ شرک ہے اور ماں باپ کی نافرمانی پھر جھوٹی گواہی اور جھوٹ بولنا۔

رشتہ داروں سے حسن سلوک

رحم (قرابت) رحمن سے نکلا ہے۔ جو قرابت کو قائم رکھتا ہے۔ اللہ اسے ملاتا ہے۔ جو اسے چھوڑتا ہے، اللہ اس شخص کو چھوڑ دیتا ہے۔

لڑکیوں کا پالنا

1۔ اگر کسی کی تین یا دو بیٹیاں یا بہنیں ہوں اور وہ اللہ سے ڈر کے ان کی اچھی تربیت کرے وہ بہشتی ہے (خواہ ایک ہو)

2۔ لڑکیوں کی پرورش ایک امتحان ہے جو اس میں پورا اترا وہ دوزخ سے بچا رہے گا۔

یتیموں کا پالنا

یتیم کی پرورش کرنے والا بہشت میں میرے ساتھ یوں رہے گا جیسے ہاتھ کی دو انگلیاں۔

بادشاہ وقت کی اطاعت

1۔ بادشاہ زمین پر اللہ کا سایہ ہے۔

2۔ اگر حبشی غلام بھی حاکم ہو جائے تو اس کی اطاعت تم پر فرض ہے۔

3۔ سلطنت کفر سے نہیں جاتی، بلکہ ظلم سے جاتی ہے۔

رحم دلی

جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہ کیا جائے گا۔

بھیک مانگنے کی برائی

1۔ جو کوئی لوگوں سے بھیک مانگتا ہے وہ اپنے لئے آگ اکٹھی کر رہا ہے۔ اب بہت اکٹھی کر لے یا تھوڑی۔

2۔ سب سے برا آدمی وہ ہے جو اللہ کے واسطے کہہ کر مانگتا ہے اور پھر بھی اسے کچھ نہیں ملتا۔ دیکھو اللہ کا واسطہ دے کر لوگوں سے مت مانگو۔ اللہ ہی سے مانگو۔

باہمی برتاؤ

1۔ جو چھوٹوں پر رحم اور بزرگوں کی عزت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔

2۔ تم اہل زمین پر مہربانی کرو۔ اللہ آسمان پر مہربان ہو گا۔

3۔ ایک مومن دوسرے کے لئے آئینہ ہے۔ اگر کسی بھائی میں کوئی نقص دیکھو تو اسے بتلادو۔

4۔ آپس کی محبت اور ہمدردی میں دیوار سے مثال سیکھو۔ جس کی ایک اینٹ دوسری کو مضبوط بناتی ہے۔

5۔ ہنس کر ملنا، نیک بات کہنا، بری بات سے ہٹا دینا، بھولے بھٹکے کو راستہ بتا دینا، تھوڑی نظر والے کو راستہ بتانا۔ راستہ میں سے کانٹا پتھر ہڈی ہٹا دینا۔ کسی کو پانی کا ڈول نکال دینا یہ سب کام صدقہ جیسے ہیں۔

6۔ سلام کرنا (ہر ملنے والے کو) غریبوں کو کھانا کھلانا، رات کو چھپ کر نماز پڑھنا، اسلام کی اچھی نشانیاں ہیں۔

7۔ جس کا خلق اچھا ہے قیامت کے دن وہی مجھے پیارا اور میرے پاس ہو گا۔ جس کا خلق برا ہے میں اس سے بیزار اور دور رہوں گا۔ جو لوگ بے ہودہ بکتے، گپیں لگاتے۔ تکبر کرتے ہیں۔ میں ان سے بیزار ہوں۔

8۔ اچھی حالت میں رہنے کا نام تکبر نہیں لوگوں کو حقیر جاننا، سچائی کو رد کر دینے کا نام تکبر ہے۔

9۔ سب سے محبت رکھو اسی میں آدھی عقل ہے۔

10۔ یہ مت کہو کہ اگر لوگ ہم سے اچھا برتاؤ کریں گے تو ہم بھی اچھا برتاؤ کریں گے اور اگر وہ ظلم کریں گے تو ہم بھی ظلم کریں گے بلکہ ایسی عادت بناؤ کہ اگر لوگ تم سے اچھا برتاؤ کریں تو تم ان سے احسان کرو اور اگر وہ تم سے برائی کریں تو تم ان پر ظلم نہ کرو۔

علم کی بزرگی

1۔ جو کوئی علم کی تلاش میں چلتا ہے، اسے بہشت کی راہ آسان ہو جاتی ہے۔

2۔ تم جب تک علم کی تلاش میں ہو اللہ کی راہ میں ہو۔

3۔ علم کی تلاش پچھلے گناہوں کا کفارہ ہے۔

4۔ تحقیقات کا شوق آدھا علم ہے۔

5۔ عبادت کی بزرگی سے علم کی بزرگی بہتر ہے۔[1]

6۔ حکمت و دانائی کو اپنی گمشدہ چیز سمجھو، جہاں مل جائے لے لو۔

7۔ جو کوئی علم چھپاتا ہے اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔

8۔ جہاں علم اور حلم اکٹھے ہوں ان سے بہتر کوئی دو چیزیں کہیں ایک جگہ اکٹھی نہ ملیں گی۔

لونڈی، غلام خادم سے سلوک

1۔ لونڈی غلام تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ نے ان کو تمہارا ماتحت بنا دیا ہے جس کے پاس لونڈی یا غلام ہو وہ اسے برابر کا کھلائے، برابر کا پہنائے طاقت سے بڑھ کر اس سے کام نہ لے، مشکل کام میں اس کو مدد دے۔

2۔ لونڈی یا غلام کو آزاد کرنا اپنے آپ کو دوزخ سے چھڑا لینا ہے۔

3۔ ایک نے پوچھا خدمت گار کو کہاں تک معاف کیا جائے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ دن میں ستر دفعہ۔

دعاء

دعا، بندہ کو خدا سے ملاتی ہے۔ مصیبت میں دل کو تسکین دیتی ہے، فراغت میں غفلت کو دور رکھتی ہے۔ نبی ﷺ نے جو دعائیں ہم کو سکھلائی ہیں ان سے اسلام کی تعلیم بھی معلوم ہو جاتی ہے اور سیاہ دلوں کا زنگ بھی صاف ہوتا ہے۔ جو دعائیں لکھی جاتی ہیں۔ بہتر ہے کہ ان کو حفظ کر لو اور اللہ سے اسی طرح دعا کیا کرو۔

1۔ میں زمین اور آسمان کے پیدا کرنے والے کی طرف یکسو ہو کر اپنا منہ کرتا ہوں۔ میں اس کے برابر کا کسی کو نہیں سمجھتا۔ میری بدنی عبادتیں اور عملی صدقے میرا جینا، میرا مرنا جہان کے مالک پروردگار کے لئے ہے۔ بے شک مجھے حکم ہے کہ میں کسی کو پروردگار کے برابر نہ سمجھوں

---

[1] علم کا حصول: دنیا کی تمام کتب سے بڑھ کر قرآن پاک نے غور و فکر اور تدبر پر زور دیا ہے۔ مگر صد افسوس کہ یہی کتاب ہدایت دماغ پر پٹی باندھ کر پڑھی جاتی ہے۔ مبادا کہیں اس کے کسی لفظ کا مفہوم دماغ کو چھو جائے۔ قرآن پاک میں قیامت تک ہی تاثیر رہے گی آج غیر مسلم اس کا ترجمہ پڑھ کر اسلام قبول کر رہے ہیں مگر جو مسلمانوں کے گھر پیدا ہوئے انہیں علمائے سوء قرآن پاک کے ترجمہ و تفہیم کے قریب بھی نہیں جانے دیتے۔ (اکیڈمی)

اور اپنے سر کو اسی کی درگاہ پر رکھوں۔ اے اللہ، اے بادشاہوں کے بادشاہ، پالن ہار! تیرے سوا کوئی بھی نہیں۔ جس کی بندگی کی جائے۔ میں تیرا بندہ ہوں اپنی جان پر ظلم کر چکا ہوں۔ اب اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔ تو میرے تمام گناہوں کو معاف کر دے کیونکہ تیرے سوا گناہوں کو کوئی بھی معاف نہیں کر سکتا۔

اے مالک! مجھے برے سبھاؤ اور بد خلقی سے بچالے۔ بے شک تو ہی مجھے اس سے بچا سکتا ہے۔ میں تیرے حضور حاضر ہوں اور تیرا حکم ماننے کو تیار ہوں۔ اے مالک! بہتری اور نیکی کی سب قسمیں تیرے ہاتھ میں ہیں اور بدی کو تیری طرف لگاؤ نہیں۔ اے مالک! بڑی برکتوں اور بلندیوں والے میں تجھ سے اپنی بخشش کا سوال کرتا ہوں۔

2۔ الٰہی میں تجھے سجدہ کرتا ہوں۔ تجھ پر ایمان رکھتا ہوں۔ تیرے سامنے اپنے سر کو جھکاتا ہوں۔ میرا چہرہ اسے سجدہ کرتا ہے جس نے مجھے پیدا کیا اور میری صورت بنائی۔ جس نے چہرے کے ساتھ سننے والے کان اور دیکھنے والی آنکھیں لگائیں۔ اللہ بڑی برکتوں والا ہے۔ پیدا کرنے کی طاقت اس میں اعلیٰ واحسن ہے۔ الٰہی میرا ظاہر میرا باطن تجھے سجدہ کرتا ہے۔ اور میرا دل تجھ پر ایمان رکھتا ہے۔ اور میں تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں۔

3۔ الٰہی میں تجھ سے چاہتا ہوں کہ کاروبار میں مجھے استقلال دے اور ارادہ میں نیکی عطا کر مجھے توفیق دے کہ تیری نعمت کا شکر کروں اور تیری عبادت اچھی طرح بجالاؤں۔ الٰہی میرے دل کو عیبوں سے پاک کر دے اور زبان کو سچائی سکھلا دے۔

4۔ الٰہی میرے دین کو سنوار دے اس میں میرا پورا پورا بچاؤ ہے۔ میری دنیا کو سنوار دے۔ اس میں میری گزران ہے۔

5۔ الٰہی مجھے رزق دے جو پاک ہو، علم دے جس کا نفع ہو، عمل! جسے تو قبول کرے۔

6۔ الٰہی میں تجھ سے عاجزی، کاہلی، بے ہمتی، بخیلی، حد درجہ کی کمزوری وضعیفی اور عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں۔ الٰہی میرے دل کو پرہیز گاری دے اسے پاک کر دے۔ تو ہی سب سے بڑھ کر اسے پاک بنا سکتا ہے اور تو ہی میری جان کا والی وکار ساز ہے۔ الٰہی جس علم میں نفع نہ ہو، جس دل میں تیری بزرگی نہ ہو، جس نفس میں قناعت نہ ہو، جو دعا قبول نہ ہوتی ہو میں ان سب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

7۔ الٰہی ہمارے دلوں میں الفت بھر دے۔ ہماری حالتوں کو درست بنا دے۔ ہم سب کو سلامتی کی راہ پر چلا۔ ہم کو اندھیرے سے نکال کر روشنی دکھلا۔ الٰہی ہم کو کھلے اور چھپے فحش سے پاک کر دے اور ہمارے کان، آنکھ، دل، بیوی بچوں میں برکت دے تو ہم پر رحمت رکھ اور اپنی نعمت کا شکر گزار بنا۔ ہم تیری نعمت لیتے رہیں اور تیری ثنا بیان کرتے رہیں اور تو ہم پر اپنی نعمتوں کو پورا فرماتا رہے۔

آمین یَارَبَّ الْعَلَمین

محمد سلیمان

سب سے زیادہ محبوب!

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بے شک مجھے تم میں سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو تم میں اچھے اخلاق والے ہیں۔" (صحیح بخاری)

تعارف، مصنف، مہر نبوت

علامہ زماں قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری

(سیشن جج ریاست پٹیالہ)

ریاست پٹیالہ کے ایک غیر معروف سے گاؤں، منصور پور سے علمی دنیا کا کوئی فرد بھی واقف نہ ہوتا۔ اگر اس دور افتادہ سرزمین کی گود میں قاضی محمد سلیمان جیسے مؤرخ زمانہ اور محقق یگانہ نے جنم نہ لیا ہوتا۔ اس پیکر فضل و کمال نے یوں تو متعدد دینی موضوعات پر علم و دانش کے موتی لٹائے لیکن حضور رسالت مآب ﷺ کی مفصل سوانح حیات "رحمۃ للعالمین" اس کا ایک ایسا بیش بہا علمی کارنامہ تھا جسے نہ صرف مسلم و غیر مسلم اصحاب فکر و نظر نے انتہائی پسندیدگی سے دیکھا، بلکہ خود حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے بھی شرف قبولیت عطا فرمایا۔ اس حقیقت کے شاہد وہ خطوط ہیں جو رحمۃ للعالمین کی اشاعت کے بعد کچھ ایسے اصحاب کی جانب سے قاضی صاحب کو موصول ہوئے۔ جنہوں نے اس وقت تک کسی ذریعہ - بھی "رحمۃ للعالمین کا نام نہ سنا تھا اور نہ کوئی اشتہار اس کتاب کی اشاعت کے متعلق ان کے دیکھنے میں آیا تھا، بلکہ انہیں حضور نبی کریم ﷺ نے نفس نفیس خواب میں اس کی اشاعت کی بشارت دی۔ بہت کم لوگ اس امر سے باخبر ہوں گے کہ قاضی صاحب رحمۃ للعالمین کے مسودے کی ترتیب و تسوید کا فریضہ تہجد کی نماز کے بعد مصلے پر بیٹھ کر انجام دیا کرتے تھے۔ شاید یہی وجہ سے یہ العالمین" اور "سیرۃ النبی ﷺ کا تقابل کرتے وقت ایک جید عالم دین بے ساختہ فرمانے لگے: "رحمۃ للعالمین[1] کا تعلق دل کے ساتھ ہے اور سیرت النبی ﷺ کا دماغ کے ساتھ۔ قاضی صاحب اگر اپنی علمی سرگرمیوں کو رحمۃ للعالمین تک ہی محدود فرما دیتے تب بھی ان کا نام نامی رسول اللہ ﷺ کے سیرت نگار کی حیثیت سے زندہ جاوید رہتا لیکن معاملہ یاں نام و نمود کا نہ تھا،

---

[1] قاضی صاحب کو رسول مکرم ﷺ سے کس قدر محبت تھی اس کا اندازہ یوں کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے رحمۃ للعالمین لکھنے کے لئے تہجد کا وقت منتخب فرمایا اور ساری کتاب اسی مبارک وقت میں مکمل کی۔ (اکیڈمی)

انہوں نے دم آخر تک اپنے قلم کو تبلیغ دین کے لئے سر گرم کار رکھا اور "الجمال والکمال" تفسیر سورہ یوسف، مہر نبوت، عشرہ مبشرہ، سبیل الرشاد، شرح اسماء الحسنیٰ[1]، اور سفر نامہ حجاز، ایسی اہم اور قابل مطالعہ تصانیف پیش کیں۔

قلم کے ساتھ ساتھ قاضی صاحب کو زبان پر بے پایاں اختیار حاصل تھا۔ ان کا انداز بیان دل کش اور دل نشیں اور لہجہ پر وقار ہوتا تھا۔ بات اس طریقہ سے کہتے کہ دل و دماغ کو متاثر کرتی۔ چنانچہ مشہور آریہ سماجی لیڈر مہاشہ دھرم پال نے جو پہلے مسلمان تھے اور جنہوں نے بعد ازاں مرتد ہو کر ترک اسلام اور "نخل اسلام" جیسی دلآزار کتابوں کی صورت میں اسلام کے خلاف زہریلا مواد شائع کیا اور اسلام کی مخالفت میں اپنی عمر کا بڑا حصہ گزارا اور بالآخر قاضی صاحب کے دلائل و براہین سے متاثر ہو کر دوبارہ اسلام قبول کیا اور غازی محمود دھرم پال کہلائے، غازی صاحب لکھتے ہیں:

"میں حیران ہوتا تھا۔ قاضی صاحب اسلامی معلومات کا بحر ذخار ہیں۔ وہ ایسی صحیح معلومات دیتے تھے کہ میرے جیسے نقاد کو جو اندھی تقلید کا قائل نہیں تھا۔ کسی جگہ انگلی رکھنے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ ان کی تقریر اس طرح مجھ میں جذب ہو جاتی تھی۔ جس طرح کسی پیاسی زمین میں ملکی ہلکی بارش جذب ہو جاتی ہے اور اس کا ایک قطرہ بھی ضائع نہیں ہوتا۔"

قاضی صاحب قد و قامت کے لحاظ سے بلند و بالا اور متناسب الاعضاء تھے۔ رنگ گورا اور چہرہ نورانی تھا۔ داڑھی گھنی تھی جو دور آخر میں سفید ہو کر اور بھی خوبصورت لگتی تھی۔ ہمیشہ شیروانی اور چست پاجامہ زیب تن فرماتے پگڑی کھڑکی دار پٹیالے کی وضع کی پہنتے اور پاؤں میں سلیم شاہی جوتا ہوتا۔

صورت کی طرح قاضی صاحب کی سیرت بھی حسین تھی۔ لالچ اور طمع طبیعت میں نام کو نہ تھی۔ ملک کی مختلف اسلامی انجمنوں اور دینی اداروں کے سالانہ جلسوں میں اکثر شمولیت فرماتے لیکن کبھی کسی سے ریل کا کرایہ یا سفر خرچ وصول نہ کرتے، حالانکہ وہ ہمیشہ سیکنڈ کلاس میں سفر کیا کرتے تھے۔ پاکیزگی کردار کا یہ عالم کہ جس زمانے میں وہ بھٹنڈہ ریاست پٹیالہ میں سیشن جج تعینات تھے ان کی عدالت میں قتل کا ایک اہم مقدمہ پیش ہوا۔ ملزم بہت دولت مند تھا۔ ایک روز قاضی صاحب کے پاس ان کے ایک ہندو دوست آئے جن سے ان کے گہرے مراسم تھے۔ دوران گفتگو میں لالہ صاحب نے مقدمے کا ذکر کیا اور کہا: "جن صاحب کے خلاف مقدمہ چل رہا ہے۔ ان سے میں ذاتی طور پر واقف ہوں، وہ مجرم نہیں ہیں! مقدمے کا فیصلہ کرتے ہوئے ان کا خیال رکھئے۔" رخصت ہوتے وقت لالہ صاحب نے قاضی صاحب کی میز پر ایک بڑا سا لفافہ رکھ دیا۔ قاضی صاحب نے دریافت فرمایا: "یہ کیا ہے" کہنے لگے، بچوں کے لئے مٹھائی، ہے۔ لفافے میں چالیس ہزار روپے کے نوٹ تھے۔ جن کی قیمت موجودہ زمانے میں تین چار

---

[1] قاضی صاحب کی یہ مایہ ناز کتاب، فضیلتہ الشیخ حافظ عبد العزیز علوی حفظہ اللہ کی نظر ثانی و تقدیم کے ساتھ مکتبہ طارق اکیڈمی، شائع کرنے کا شرف حاصل کر چکی ہے۔

لاکھ روپے بنتی ہے۔ قاضی صاحب فرمانے لگے: ”لالہ صاحب! کیا آپ نہیں جانتے یہ رشوت ہے؟ جسے میرے مذہب نے حرام قرار دیا ہے، بالکل اسی طرح جیسے سور کا گوشت کھانا ایک مسلمان کے لئے حرام ہے، لفافہ اٹھالیجئے۔ اگر ملزم بے گناہ ہے تو ان شاءاللہ میری عدالت اسے سزا نہیں دے گی۔“

قاضی صاحب کی تنخواہ چار ساڑھے چار سو روپے تھی۔ وہ بڑے مہمان نواز تھے اس لئے مہمانوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ اس لگی بندھی تنخواہ میں بمشکل گزر بسر ہوتی۔ قاضی صاحب مرحوم اگر بد دیانت ہوتے تو چپکے سے اس کثیر رقم کو اپنی جیب میں ڈال لیتے مگر رسالت مآب ﷺ کے سیرت نگار نے اس ناجائز دولت کو ٹھوکر مار دی اور عدل و انصاف کا چراغ روشن رکھا۔ اس زمانے میں قاضی صاحب مسجد اہل حدیث میں بڑے التزام کے ساتھ نماز فجر کے بعد قرآن کریم کا درس دیتے تھے۔ اور اس طرح انہوں نے بھٹنڈہ میں قیام کے دوران سات مرتبہ قرآن مجید ختم کیا۔

مہاراجہ بھوبندر سنگھ والی ریاست پٹیالہ قاضی صاحب سے بہت عزت و احترام سے پیش آتے تھے۔ ایک مرتبہ مہاراجہ یورپ کی سیر سے واپس آئے تو پٹیالہ ریلوے اسٹیشن پر ان کا استقبال کرنے والے افسروں میں قاضی صاحب قریب ہی کھڑے تھے۔ مہاراجہ کی نظر جونہی ان پر پڑی وہ قاضی صاحب قاضی صاحب کہتے ہوئے ان کی طرف بڑھے اور ان سے لپٹ گئے۔

قاضی صاحب کا ادب نہ صرف انسان، بلکہ جنات بھی کرتے۔ چنانچہ یہ سچا واقعہ ہے کہ ایک شخص کی بیوی کو آسیب تھا۔ بے چارے شوہر نے کئی حکیموں اور عالموں سے رجوع کیا۔ مگر کامیابی نہ ہوئی۔ آخر وہ قاضی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ بیان کر کے تعویذ طلب کیا۔ قاضی صاحب نے فرمایا: میں تعویذ تو نہیں دیا کرتا۔ البتہ آپ ان سے میرا اسلام کہیں اور یہ پیغام دیں کہ اللہ کے بندے کسی غریب کو ستانا اچھی بات نہیں۔ شاید وہ مان جائیں وہ صاحب یہ سن کر چلے گئے۔ گھر پہنچے تو دیکھا کہ جن آیا ہوا ہے اور بیوی کا برا حال ہے۔ وہ اسی وقت اس سے مخاطب ہوئے اور کہا: قاضی محمد سلیمان صاحب نے سلام کہا ہے اور یہ پیغام دیا ہے۔ اتنا سنتے ہی عورت کی چیخ نکل گئی اور پھر جن کہنے لگا: ”اگر تم ان کا پیغام نہ لاتے تو میں کبھی اس کا پیچھا نہ چھوڑتا۔ مجھے ان کے نام کی شرم ہے۔ میں اب رخصت ہوتا ہوں“۔ چنانچہ وہ عورت تندرست ہو گئی اور پھر اسے کبھی آسیب نہ ہوا۔

گذشتہ دنوں بہاولنگر میں قاضی محمد ظہیر الدین ایڈووکیٹ نے جو قاضی صاحب مرحوم کے خواہر زادہ ہیں۔ ایک ملاقات میں مجھے بتایا! میں ۱۹۳۰ء میں اسلامیہ کالج لاہور میں زیر تعلیم تھا۔ انہی دنوں انجمن حمایت اسلام نے اپنے سالانہ اجلاس میں شمولیت کے لئے قاضی صاحب کو دعوت دی۔ قاضی صاحب لاہور تشریف لائے تو مجھ سے ملنے ریواز ہوسٹل آئے میں اس وقت چند دوستوں سے ملاقات کرنے پٹیالہ ہاؤس گیا ہوا تھا۔ کمرے میں میرا ساتھی اشفاق موجود تھا۔ اسے خبر نہ تھی کہ قاضی صاحب میرے بزرگ ہیں۔ مجھے غیر حاضر پا کر قاضی صاحب نے ایک رقعہ میرے نام لکھا اور اشفاق کے حوالے کیا۔ اشفاق نے جونہی رقعے پر قاضی صاحب کا نام لکھا ہوا دیکھا، وہ باادب کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: حضرت! تشریف رکھئے۔ میں خود ایک مدت سے آپ کے دیدار کا منتظر تھا، اب آپ اتنی جلدی نہ جاسکیں گے۔ یہ کہہ کر اس نے اپنے ٹریک سے ایک نیا گلاس نکالا۔ اسے پانی سے بھرا اور قاضی صاحب کی خدمت میں پیش کیا کہ حضرت عرصہ ہوا میں نے یہ گلاس اس نیت سے خریدا تھا کہ کبھی آپ یہاں تشریف لائے تو پہلے اسے

آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ اور پھر خود استعمال کروں گا۔ الحمد اللہ آج یہ دیرینہ امید بر آئی۔ پھر اس نے قاضی صاحب کی خاطر و مدارت کی اور انہیں عزت و احترام سے رخصت کیا۔

اسی رات قاضی صاحب نے انجمن کے اجلاس میں مجاہد اسلام کے موضوع پر پورے چھ گھنے تقریر فرمائی۔ جس کا دلچسپ پہلو یہ تھا کہ قاضی صاحب کی تقریر سے پیشتر میاں سر محمد شفیع نے اعلان کیا میں قاضی صاحب کی تقریر کے ہر ایک گھنٹے کے عوض مبلغ تین ہزار روپے انجمن کی امداد کے لئے پیش کروں گا۔ چنانچہ تقریر ختم ہوئی تو میاں صاحب نے اٹھارہ ہزار روپے کی خطیر رقم انجمن کو پیش کرنے کا اعلان کیا جس پر حاضرین جلسہ نے بڑے جوش و خروش کے ساتھ داد دی۔ متحدہ ہندوستان کی تاریخ خطابت میں بلاشبہ یہ واقعہ اپنی مثال آپ ہے۔

قاضی محمد ظہیر الدین صاحب فرماتے ہیں: قاضی صاحب ہم نوجوانوں کو ہمیشہ تلقین کرتے رہتے تھے کہ رَبِّ زِدْنِی عِلْماً" اور رَبِّ اشْرَحْ لِی صَدْرِی جیسی دعائیں ورد زبان رکھیں، کیونکہ ان کے پڑھنے سے علم میں اضافہ ہوتا ہے، سینہ کشادہ ہوتا ہے اور ذہن کو جلا ملتی ہے. اور واقعی ہم نے ان دعاؤں کا ایسا ہی اثر دیکھا۔

قاضی صاحب کی تمنا تھی، بلکہ وہ اکثر دعاء فرمایا کرتے تھے کہ الٰہی جب تو مجھے اپنے پاس بلائے تو مالی لحاظ سے میں تہی دامن ہوں۔ ان کی دعا اللہ نے قبول فرمائی اور ان کا انتقال ایسے ہی حالات میں اس وقت ہوا، جب وہ دوسرے حج بیت اللہ کی سعادت سے مشرف ہو کر وطن واپس آ رہے تھے۔ انہوں نے دوران سفر میں جہاز پر وفات پائی اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ نماز جنازہ مولانا سید اسماعیل غزنویؒ مرحوم نے پڑھائی اور بعد ازاں ان کی نعش سمندر کی لہروں کے سپرد کر دی گئی۔ اس موقع پر دیکھنے والوں نے دیکھا کہ تاحد نظر ان کی نعش سمندر کے سینے پر بہتی چلی جا رہی ہے اور کسی سمندری جانور کو اسے نقصان پہنچانے کی جسارت نہ ہوئی۔ حالانکہ یہ بات عموماً مشاہدے میں آئی ہے کہ جونہی کوئی انسانی نعش سمندر میں گرتی ہے، مگرمچھ اور بڑی بڑی مچھلیاں اس پر ٹوٹ پڑتی ہیں اور آناً فاناً اسے ختم کر ڈالتی ہیں۔ لیکن صاحب "رحمۃ للعالمین" کا سمندری مخلوق نے بھی احترام کیا اور ان کی نعش کی حفاظت کی۔ سال وفات ۱۹۳۰ء ہے۔

حکیم محمد عبداللہ جہانیاں منڈی

عطا اسلافؒ کا جذب دروں کر　　شریک زمرہ لایحزنوں، کر

خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں!　　میرے مولا مجھے صاحب جنوں کر

(اقبال)

دنیاو آخرت کی تمام بھلائیوں کے لیے بہترین نسخہ

درود پاک

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰٓی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰٓی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ